

شجرہ طیبہ  
زیدی سادات مقیم شبہ قارہ ہند

مؤلف :  
ڈاکٹر سکندر عباس زیدی

یہ کتاب برقی شکل میں نشر ہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

بسم الله الرحمن الرحيم  
کتاب شریف: شجره طیبه زیدی سادات مقیم شبه قاره هند  
مولف: دکتر سکندر عباس زیدی

زبان: اردو

سال تالیف: ۲۰۱۲

ماخذ: zaidi.persianblog.ir

بسم الله الرحمن الرحيم

حضرت زید شہید و شجرہ زیدی سادات  
إِنَّا أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرِ إِنَّ شَانِنَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ۔

مؤلف و مرتب: ڈاکٹر سکندر عباس زیدی

سال تالیف: ۲۰۱۲ء

انتساب:

والد مرحوم سید منظور حسین زیدی کے نام جن کی علمی تربیت اور اخلاص نے زندگی کے ہر موڑ اور امتحان میں میری رہنمائی فرمائی۔

## ۱- مقدمہ

زیدی سادات اور ان کی اولاد کا تذکرہ و شجرہ جدید تقاضوں اور جانی پہچانی زبان میں حاضر ہے تاکہ نئی پود اور آنے والی نسلوں کو تقسیم ہندوستان سے قبل صدیوں سے آباد ”زیدی سادات“ کے بزرگوں، ان کی طرز معاشرت اور ماضی کے مزارات کی پہچان میں دشواری محسوس نہ ہو۔ حسب نسب اور آبا و اجداد کے حالات قلب بند کرنے کا رواج صدیوں سے چلا آ رہا ہے۔ آج کے جمہوری دور میں اگرچہ حسب و نسب کی بات کرنے کا چنداں رواج نہیں رہا۔ مگر پھر بھی ایسے افراد کی کمی نہیں جو رشتہ داری کرتے وقت حسب نسب کی نجابت کو مادی امتیازات پر ترجیح دیتے ہیں۔ گردشِ شام و سحر کے ساتھ ساتھ انسانی افکار اور انسانی قدروں کی اہمیت کے احساسات میں بھی تبدیلی آتی رہتی ہے۔ اکثر پرانی قدریں جدید ناموں کے ساتھ پھر رواج پکڑتی رہتی ہیں۔ معلوم نہیں مستقبل کے انسان کی کیا فکر ہو، اس کی ثقافتی ضروریات کیا ہوں، اس کے مذہبی رجحانات اسے کس طرف لئے جا رہے ہوں۔ لہذا یہی بہتر تصور کیا جاتا ہے کہ ہم بزرگوں کے طریقہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے نسب نامہ کو جدید اضافوں کے ساتھ تدوین کر کے آنے والی نسلوں کے حوالے کر جائیں تاکہ وہ اس سے استفادہ کریں اور مزید اضافوں کے ساتھ اپنی اولاد کے لئے ورثہ چھوڑیں، یا پھر اسے ایک بے کار اور ”پدرم سلطان بود۔ تراچہ۔“ کے مترادف سمجھتے ہوئے دریا برد کر دیں۔ بہتر یہی ہے کہ ہمیں یہ فیصلہ ان پر ہی چھوڑ دینا چاہیے۔

یہاں ایک اہم بات کا تذکرہ بھی کرتا چلوں اور وہ یہ کہ میں گذشتہ ایک دہائی سے ایران میں آباد ہوں اور لدہانہ ہماری تین چار صدیوں کے ماضی کا امین ہے اور اسی اعتبار سے ہماری آئندہ نسلوں کے لئے سنگ میل کا درجہ رکھتا ہے۔ یہ تذکرہ اور شجرہ اس لئے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ آئندہ دس بیس سال بعد لدہانہ سے ہجرت کیا ہو کوئی ذی روح باقی نہیں رہے گا۔ ایسی صورت میں کون ہماری نئی نسلوں کو ان کے ماضی اور بزرگوں سے روشناس کرائے گا؟

حصولِ تعلیم، معاشی ترقی، سماجی خوشحالی اور اعلیٰ معیار کی زندگی کی خواہش اگر اخلاق و اقدار کی حدود میں ہو تو شرف انسانی میں اضافے کا ذریعہ ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر انسان کا کردار اس کے خاندانی خون سے عبارت ہوتا ہے ماضی میں بھی ان حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے جن افراد اور اقوام نے ترقی کا زینہ طے کیا وہ ہمارے لئے مثال کا درجہ پا گئے۔ آج بھی ہم میں سے جو لوگ ان حدود کا لحاظ پاس رکھ کر رو بہ ترقی ہونے کے خواہش مند ہیں وہی اپنے اگلوں کے حقیقی وارث ہیں۔ ہم جو ایک تاریخی ماضی کے حامل لوگ ہیں، کس لئے اپنے ماضی پر شرمندہ ہو سکتے ہیں؟ ہم جو خیر البشر کی پاکیزہ نسل سے تعلق رکھتے ہیں، اپنی آنے والی نسلوں کے لئے ایسے پاکیزہ نشانوں کی نشاندہی کر دینا چاہتے ہیں کہ اس برق رفتار اور تیزی سے تبدیل ہوتی ہوئی دنیا میں نئے آنے والے بھی اس حقیقت سے آگاہ رہیں کہ وہ کون ہیں؟ اور اب ان کے کیا فرائض ہیں؟

گو طرزِ بیاں میرا کوئی شوخ نہیں ہے

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

میں سمجھتا ہوں کہ بزرگوں کے صرف نام ہی جاننا کافی نہیں بلکہ ان کے افکار اور کردار سے بھی واقفیت ضروری ہے تاکہ انہیں مشعلِ راہ بنا کر اپنی راہیں متعین کرنے میں آسانی ہو جائے۔ چنانچہ جہاں تک ممکن ہو سکا میں نے اس عہد کے سیاسی، معاشی اور مذہبی حالات کا کھوج لگا کر انہیں درج کیا ہے۔ اس لئے کہ یہی تینوں عناصر مل کر تہذیب و تمدن کو عام طور پر تخلیق کرتے ہیں اور ان سے بالواسطہ اندازِ فکر اور کردار متاثر ہوتے ہیں۔ بلاشبہ کچھ شخصیات تاریخ ساز ہوتی ہیں۔ اس پس منظر کے پیش نظر میں نے ساداتِ امر وہم، ساداتِ بارہم، ساداتِ آگرہ و نواحِ آگرہ، ساداتِ نواز پورہ، ساداتِ سامانہ کے خاندانی حالات اور شجروں کے علاوہ سیرت اور مستند تاریخی کتابوں سے بھی استفادہ کیا ہے۔ میں کس حد تک اپنی کوشش میں کامیاب ہوا ہوں اس بات کا بہترین فیصلہ تذکرہ پڑھنے اور شجرہ جات کا مطالعہ کرنے والے افراد ہی بہتر طریقے سے کر سکتے ہیں۔ شجرے کی تکمیل کے لیے معاونت پر سب اجاب اور شخصیات خاص طور پر چچا اعجاز، دلشاد بھائی اور محمد بھائی کے علاوہ خاندان کے دیگر اجاب کا دلی مشکور ہوں کہ انہوں نے میری اس درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور اپنی گوناگوں مصروفیات میں سے وقت نکال کر خاندان کے تاریخی اور ازدواجی حوالوں کو معین کرنے میں میری معاونت فرمائی۔ میں ان تمام اجاب کا تہہ دل سے مشکور ہوں، جنہوں نے پاکستان میں پیدا ہونے والے بچوں کے کوائف مجھے مہیا کئے۔ جنہوں نے مختلف اوقات میں مجھے ضروری معلومات بہم پہنچائیں اور عمدہ مشوروں سے نواز کر میری حوصلہ افزائی کی۔ جس کے لئے میں ہمیشہ ان کا شکر گزار بھی ہوں اور بارگاہِ الہی میں ان کے لئے سراپا دعا بھی۔ میری قارئین سے التماس ہے کہ ہمارے زیدی خاندان کے مرحومین کی مغفرت اور ایصالِ ثواب کے لئے ایک دفعہ سورۃ الحمد اور تین مرتبہ سورۃ توحید کی تلاوت فرما کر مرحومین ان کی ارواح کو بخش دیں۔ شکریہ

تصویر ادھوری ہے ابھی کاوش ناکام

لفظوں میں خیالات کے پیکر نہیں آئے

## ۲- تاریخ سادات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿اَنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ وَلَآ خِزْيَةَ اَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيلاً﴾

ذرا دیکھو تو کہ ہم نے بعض لوگوں کو بعض پر کیسی فضیلت دی ہے اور آخرت کے درجے تو کہیں بڑھ کر ہیں اور وہاں کی فضیلت بھی تو کہیں بڑھ کر ہے۔ (سورہ، بنی اسرائیل آیت: ۱۲)

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

"قیامت کے دن ہر حسب و نسب منقطع ہو جائے گا۔ بجز میرے حسب و نسب کے" (بخاری الانوار جلد ۷، صفحہ ۱۴۲)

ارشاد امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب:

"جبے اس کے اعمال پیچھے ہٹادیں اُسے اُس کا نسب آگے نہیں بڑھا سکتا" (نخ البلاغہ)

سید کا لفظ ان لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ علیہا السلام بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد سے ہیں۔ عربی میں ان کے لئے شریف کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ سید کا لفظی مطلب سردار کا ہے جو احتراماً ان کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ سادات ساری دنیا میں پائے جاتے ہیں مگر ان کی زیادہ تعداد عرب علاقوں، ایران، پاکستان، ترکی اور وسط ایشیا میں پائی جاتی ہے۔ سادات عموماً اپنے نام کے آخر میں یا اپنے اجداد کے آبائی وطن یا شہر کے حوالے سے جیسے بخاری، شیرازی، سبزواری، لدھیانوی، سادات مروہ، سادات بارہہ وغیرہ یا ایک لفظ لگاتے ہیں جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ کس امام کی اولاد سے ہیں مثلاً نقوی امام علی نقی علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے۔ کاظمیوں کے جد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہیں۔ نیچے ایک جدول میں زیادہ صراحت سے بیان کیا گیا ہے۔

جد امجد --- خطاب

علی علیہ السلام --- علوی

حسن علیہ السلام --- حسنی

حسین علیہ السلام --- حسینی

زین العابدین علیہ السلام --- عابدی / زیدی

محمد باقر علیہ السلام --- باقری

جعفر صادق علیہ السلام --- جعفری

موسیٰ کاظم علیہ السلام --- موسوی / کاظمی



علی رضا علیہ السلام --- رضوی  
محمد تقی علیہ السلام --- تقوی  
علی تقی علیہ السلام --- تقوی / بخاریلی

### ۳۔ برصغیر کے زیدی سادات

#### زیدی سادات بارہہ:

سادات بارہہ زیدی سادات اپنے آپ کو کہتے تھے یعنی وہ افراد جو امام زین العابدین (ع) کے فرزند زید شہید کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن اب سادات بارہہ ایک علاقہ کے نام سے مشہور ہو گیا ہے جو ضلع مظفرنگر (پوپی، ہندوستان) کے چند گاؤں پر مشتمل ہے جن میں لکرولی، جانشٹھ، سندھاوی، سمبھلیہ، قوال، بہڑہ، بہاری، میرانپور، وغیرہ شامل ہیں، سادات بارہہ کی بڑی اور مشہور بستیوں میں لکرولی نمایاں حیثیت رکھتی ہے لکرولی میں شیعہ آبادی تقریباً ۲۰۰۰ ہے جن میں سادات اور غیر سادات دونوں شامل ہیں اور تقریباً ۴۰۰۰ سنی المسلمک اور ۴۰۰۰ ہندو افراد پر لکرولی کی آبادی مشتمل ہے۔ لکرولی میں دو انٹر کالج اور متعدد اسکول ہیں۔ لکرولی میں سات امام بارگاہ اور چند مساجد ہیں۔ یہاں کی شیعہ بڑی اور با علم ہستیوں میں کرنل بشیر حسین زیدی، مولانا نظر محمد صاحب، مولانا باقر حسنین صاحب تھیں۔ اور فی الحال موجودہ علماء میں مولانا نعمت علی صاحب، مولانا فیروز حیدر صاحب، ریاض حیدر قمی صاحب وغیرہ ہیں۔ معززین ڈاکٹر ضیاء عالم صاحب، ماسٹر سلیم صاحب، مشرف حسین عرف مسن صاحب، غلام حیدر عرف چنگا صاحب، غلام حر صاحب وغیرہ یہاں کے برجستہ بزرگواران میں سے ہیں۔

#### زیدی سادات ساڈھورہ:

ساڈھورہ بھارت کے ضلع انبالہ کا ایک قصبہ ہے جہاں تقسیم ہند سے پہلے زیدی سادات کی اکثریت آباد تھی۔ محرم الحرام میں عزاداری کا گڑھ ہونے کی وجہ سے اس چھوٹے سے شہر کی بہت شہرت تھی۔ تقسیم ہند سے پہلے سادات ساڈھورہ کے بزرگ سید عزاوار حسین زیدی، سید علمدار حسین زیدی، سید علی نقی نشاط الواسطی زیدی محلہ واسطیان میں عزاداری کے روح رواں تھے، جبکہ سید علی اختر ترمزی، سید محمد عیسیٰ ترمزی، سید محمد الیاس ترمزی اور حکیم سید خضر عباس ترمزی محلہ سوانیان میں عزاداری کے فروغ میں پیش پیش رہے۔ تقسیم کے بعد سادات ساڈھورہ پاکستان کے شہر گوجرانوالہ کے نواح میں واقع اکال گڑھ میں مقیم ہوئے۔ اکال گڑھ آج کل علی پور چٹھہ کے نام سے جانا جاتا ہے جہاں پر انجمن سادات ساڈھورہ کے پلیٹ فارم سے محرم الحرام کا مرکزی جلوس اور دیگر مجالس وغیرہ منعقد کی جاتی ہیں۔

## زیدی سادات سامانہ

سامانہ نہایت قدیم بستی ہے مگر وثوق سے یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ کب آباد ہوئی اور اس کے ابتدائی نام کیا تھے۔ البتہ یہ بات تاریخ کی معتبر اور مستند کتابوں سے بھی ثابت ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی فاتحانہ آمد سے قبل بھی یہ بستی بسی ہوئی تھی۔ ۱۱۲۹ء میں سلطان شہاب الدین محمد غوری نے تراوڑی کے میدان کارزار میں پر تھوی راج چوہان کو شکست فاش دینے کے بعد سامانہ میں آرام کی غرض سے قیام کیا اور یہاں پڑا ڈال کر اپنی فوجوں کو ازسرنو منظم اور اپنے بکھرے ہوئے حالات کو مربوط کیا۔ اسی طرح سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانے میں سامانہ اس کے چچیرے بھائی شیرخان سنکر کی جاگیر تھا اور اس کے بعد بلبن کے بیٹے محمود کی جاگیر قرار پایا۔ سامانہ کا تذکرہ "تاریخ فرشتہ" اور "کیمبرج ہسٹری آف انڈیا" میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔ اسی طرح سامانہ کو دلی کے شمال میں تقریباً سو میل کے فاصلے پر حملے کی نیت سے آنے والوں کے خلاف دفاعی لائن بھی قرار دیا جاتا تھا۔ بلاشبہ سامانہ کو بنی فاطمہ نے آباد کیا اور وقتی مصلحتوں کے پیش نظر اس نوآبادی کو کسی معصوم کے نام گرامی سے منسوب کرنے کے بجائے حضرت امام محمد تقیؑ کی زوجہ محترمہ حضرت "سامانہ خاتون" کے نام سے منسوب کر دیا۔ چنانچہ سید ابوالفراح واسطی کے فرزند ان ارجمند سامانہ کے ہی گرد و نواح میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ چار میں سے تین بستیاں تو صفحہ ہستی پر موجود نہیں البتہ سامانہ سے تقریباً تیس میل کے فاصلے پر چھت کی بستی موجودہ بنوڑ سے متصل ۱۹۳۷ء تک قائم تھی۔ یہ بات الگ ہے کہ چھت میں کوئی سادات آباد نہیں تھے بلکہ اس سے دو ڈیڑھ میل کے فاصلے پر بنوڑ میں سادات کی بہت بڑی آبادی تھی۔ اس سے قریباً دو سو سال بعد شہاب الدین غوری، تراوڑی کے میدان میں پر تھوی راج چوہان کے ٹڈی دل لشکر کو شکست دے کر سامانہ میں آرام کی غرض سے کچھ عرصہ مقیم رہا۔ (بحوالہ کیمبرج ہسٹری آف انڈیا، جلد سوئم)۔

سامانہ میں سادات کے چار محلے صدیوں سے آباد تھے جن کی اپنی اپنی مساجد اور امام بارگاہیں تھیں۔ یہاں بڑے زور و شور سے مراسم عزاداری کا انعقاد ہوتا اور ارد گرد کے علاقوں میں آباد مسلم اور غیر مسلم بھی بڑی عقیدت سے ان مراسم میں شریک ہوتے۔ شہر کے مشرقی حصے میں رضوی سادات اپنے مورث اعلیٰ میرامان اللہ کے مزار کے گرد و نواح میں آباد تھے۔ ان کے مغرب میں بخاریوں کا محلہ تھا جس میں نقوی صاحبان آباد تھے۔ محلے کے مرکز میں ان کے جدِ اعلیٰ کا مزار، امام بارگاہ اور مسجد تھی۔ ان کی کربلا علیحدہ تھی جو انہی کے محلے کے مشرق میں موجودہ منڈی اور محلے کے درمیان واقع تھی۔ محلہ بخاریاں کے مغرب میں زیدی سادات آباد تھے۔ انہی کے محلے میں ان کے مورث اعلیٰ مخدوم سید فرید الدین المعروف داداپیر کا مزار ہے۔ مزار سے ملحق مسجد و امام بارگاہ آج بھی محکمہ اوقاف کے زیر انتظام محفوظ ہیں۔ یہ مزار آج بھی شہر کے مغربی حصے کی آخری عمارت ہے جبکہ امام مشہد علی صاحب کا مزار سامانہ کے جنوب مغربی سرے پر واقع ہے۔ البتہ صرف بڈولی ضلع مظفرنگر کے مولانا سید نادر علی زیدی الواسطی

”محلہ رضویاں“ میں آباد ہوئے تھے۔ اسی طرح ”محلہ امام گڑھ“ میں دو خاندان رضویوں کے بھی آباد تھے جو کہ سید محمد حسن وکیل اور سید جعفر حسین کے گھرانوں پر مشتمل تھے۔

### زیدی سادات لدھیانہ:

شجرہ ہائے نسب جو مرتب کیے گئے ہیں ان کے مطابق اس خاندان کے ایک بزرگ سید جو سادات بھوریوں بھی کہلاتے تھے شاہان وقت کے ظلم و ستم تنگ آکر سرزمین عراق کو خیر آباد کہنے کے بعد پہلے ایران پھر زاہدان اور افغانستان سے ہوتے ہوئے وارد ہندوستان اور اچ شریف میں قیام کیا۔ یہ خاندان وادی بہران اور اچ سے نقل مقانی کر کے پرست کرنال کے پڑوس میں ایک بستی میں تقریباً تین سو سال پہلے آکر آباد ہوا۔ برست میں سید بڈا کے سات واسطوں کے بعد اس خاندان کے مورث اعلیٰ سید علی مردان زیدی قرار پائے۔ جن کے بیٹے سید امیر حسین جو میرے دادا کے دادا تھے اور برطانوی فوج میں صوبیدار تھے اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ برست سے نقل مقانی کر کے ۱۸۶۰ء میں اندون پجباب کی تحصیل لدھیانہ آکر آباد ہوئے۔ ان کی خاندانی شرافت اور لیاقت کی وجہ سے ان بیٹے وزیر حسن کی شادی مقامی کاظمی سادات رئیس لدھیانہ میں ہوئی۔

### لدھیانہ

سنتا ہوں مرکز، علماء لدھیانہ ہے جن کی گلی گلی میں انہیں کا فسانہ ہے

کیوں آستان غیر پر اس کو جھکاؤں میں یا رب یہ سر ہے اور ترا آستانہ ہے

جب ہم محمد عربی کے غلام ہیں کیا غم اگر خلاف ہمارے زمانہ ہے

خداوند کریم کی منشا کا تقاضا تھا کہ سید علی محمود موسوی اور سید علی مردان زیدی کی اولاد آگے چل کر ایک مشترک خاندان کی بنیاد رکھیں اور اس حکمت خداوندی کے تحت باہمی شادیوں کی صورت میں ان خاندانوں کا بخوبی ملاپ ہوا۔

سید تصدق حسین کی شادی حافظ مولوی سید محمد حسین کی دختر نیک اختر سیدہ رضیہ بیگم سے انجام پائی۔ حافظ مولوی سید محمد حسین ایک بزرگ، دیندار اور نیک سیرت انسان تھے۔ آپ کی پوری زندگی اسلام کے لئے وقف تھی۔ آپ نے لوگوں کو دین اسلام کی تبلیغ کی۔ اس طرح اس شادی نے خاندان امام زین العابدین علیہ السلام اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے خاندانی اشتراک کی بنیاد رکھی۔ آپ کی اولاد میں سید منظور حسین، سید ظہور حسین، سید اعجاز حسین اور سیدہ حمیدہ خاتون شامل ہیں۔ آگے چل کر ان اولاد میں سید منظور حسین زیدی سے ذکیہ بیگم کاظمی دختر الطاف حسین کاظمی سے انجام پائی۔ الطاف حسین کاظمی ان کے والد دوسرے بھائیوں میں شریف حسین، شبیر حسین، عاشق حسین، حامد حسین، عباس حسین اور سجاد حسین شامل تھے ان کے والد کا نام

خورشید علی کاظمی تھا جن کا تعلق بھی لدھیانہ کے معروف سادات خاندان سے تھا اور پھر ان کے بیٹے سکندر عباس زیدی نے مہ  
جبین کاظمی دختر مصطفیٰ علی کاظمی ریس لدھیانہ سے شادی کر کے اس خاندانی اشتراک کی روایت کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ مزید آگے  
بڑھایا۔

تمام حمد ہے اس خالق ازل کے لئے  
سکون جھیل کو دیتا ہے جو کنول کے لیے  
میں ان کے نام سے کرتا ہوں ابتدائے کلام  
وہ جن کے نام فرشتوں نے بھی سنبھل کے لیے

القری، مکہ کو آباد کرنے والے پیغمبر اکرم کے آبائے طاہرین عرب کے رئیس افراد تھے۔ یہ مقدس گھرانہ عرب کا مقبول ترین اور رئیس گھرانہ تھا اور ان کے ذاتی تعلقات تاریخ عالم میں اس وقت کی چار بڑی طاقتوں سے قائم تھے۔ ایک طرف قیصر روم تھا، دوسری طرف کسری شاہ فارس، تیسری طرف تبعانِ یمن اور چوتھی طرف حبشہ کے نجاشی۔ ان چار بڑی طاقتوں کے طفیلی بادشاہ بھی سیدنا عبدالمطلب کو وسیلہ بنا کر حکومتیں لیتے تھے جن میں عراق کے منذرہ اور عرب و شام کے مشارف، حضرت کی خدمتگاری پر فخر کرتے تھے۔ تبعانِ یمن کی حکومت کے خاتمے کے بعد سیف بن ذی یزان کو یمن کی حکومت دلانے کا سہرا بھی سیدنا عبدالمطلب کے سر ہے۔

سیدنا سعد، جنہیں تاریخ ہاشم کے نام سے یاد کرتی ہے عرب کے رئیس الرؤسا تھے۔ جب پورے عرب کو قحط نے بری طرح سے لپیٹ میں لے لیا اور بڑے بڑے رئیس دو وقت کی روٹی کو ترس رہے تھے تو اس کڑے وقت میں روزانہ ہزاروں اونٹ ذبح کر کے ان کے شوربے میں روٹیاں توڑ کر ڈال دیتے تھے اور لاکھوں قحط زدہ افراد کو کھانا کھلاتے تھے اور انہیں ایک نئی زندگی عطا فرماتے تھے۔ اسی وقت عربوں نے آپ کو ”ہاشم“ کا لقب دیا۔ ہاشم اس سخی کو کہتے ہیں جو اونٹ کے شوربے میں روٹیاں توڑ کر کھلاتے۔ اسی طرح یمن، شام اور حجاز میں اس خانوادے کی جائیدادیں اور ان کے متعلق صحیح تاریخ میں نقش و صیتیں وہ اہم دستاویزات ہیں جو دشمنانِ اسلام کا یہ مذموم پروپیگنڈا توڑ ڈالتی ہیں کہ سرور کائنات کے آبائے طاہرین مفلس و تنگدست اور غربت کا شکار رہے۔ یہ عظیم ہستیاں تو کائنات کو رزق تقسیم کرنے والی ہیں اور ان ہی کا صدقہ جملہ مخلوقات کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ رئیس بطحا سیدنا عمران بن عبدالمطلب المعروف حضرت ابوطالب کو ان دشمنان رسالت نے غربت کا شکار بیان کیا اور اسی غربت کے باعث مولائے کائنات، اسد اللہ الغالب، علی ابن ابی طالب کو آغوش رسالت کے سپرد کرنے کا سبب قرار دیا اور ”انا و علی ۱۱ من نور واحد“ کی حدیث مبارکہ بھلا دی گئی۔ اگر سیدنا ابوطالب غریب تھے تو حضرت جعفر طیار اور بعد ازاں عبد اللہ بن جعفر طیار کو منتقل ہونے والی شام و لبنان اور یمن کے باغات کی وراثت کہاں سے آگئی؟

عرش سے نور چلا اور حرم تک پہنچنا:

شان وحدت پہ نثار، آباء و اجدادِ رسول

عظمتوں کے کوہسار، آباء و اجدادِ رسول  
یہ خُدا کے برگزیدہ، پاک، پیارے، عبد ہیں  
ذی حشم اور ذی وقار، آباء و اجدادِ رسول  
خانہ کعبہ کے متولی رہے ہر دور میں  
ہیں صفامروہ کا ہار، آباء و اجدادِ رسول  
آلِ ابراہیم ہیں، سید، قریشی، ہاشمی  
حق نما، حق کی پکار، آباء و اجدادِ رسول  
یہ ذبیح اللہ کے لختِ جگر، پیارے نبی  
ہاجرہ کا ہیں سنگھار، آباء و اجدادِ رسول  
پاک صلبوں، پاک پشتوں اور پاک ارحام سے  
گزرے احمد بار بار، آباء و اجدادِ رسول  
یہ ابو طالب و عبد المطلب کا خاندان  
یہ ہیں عبد اللہ کا پیار، آباء و اجدادِ رسول  
جن کا ہر اک نامور شخصِ عظیم المرتبت  
ہے مقربِ کردگار، آباء و اجدادِ رسول

مقدس جینوں، پاکیزہ اصحاب، پاک ارحام سے ہوتا نورِ محمدی، "اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ" کے مصداق اجدادِ اطہار کو خراجِ عقیدت دیتا، جبین عبد المطلب کے بعد دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ نصف نور سیدنا عبد اللہ اور نصف سیدنا ابو طالب کو منتقل ہوا۔ سے سیدنا عبد اللہ، سے سیدنا ابو طالب عمران بن عبد المطلب سے پانچ برس صغیر السن تھے اور ۵۴۵ عیسوی میں دنیا میں تشریف لائے۔ آپ کی والدہ معظمہ سیدہ فاطمہ بنتِ عمرو بن عائد بن عمران بن مخزوم تھیں۔ سیدنا عبد اللہ کے متعلق کتب تاریخ کے الفاظ ہیں،۔۔۔ "آپ نہایت متین، سنجیدہ و شریف طبیعت کے انسان تھے اور نہ صرف جلالتِ نسب بلکہ مکارمِ اخلاق کی وجہ سے تمام جوانانِ قریش میں امتیاز کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔ محاسنِ اخلاق اور شمائلِ مطبوع میں منفرد تھے۔ حرکاتِ موزوں اور لطف و گفتار میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے"۔ آپ کے فدیہ میں سیدنا عبد المطلب نے سو اونٹ قربان کئے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فخرِ موجودات نے فرمایا، "انا ابنُ الذبیحین" میں دو ذبیحوں، یعنی سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ اور جناب عبد اللہ ذبیح اللہ کا بیٹا

ہوں۔ عربی زبان میں تنبیہ کا صیغہ برابری کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ فرمان رسالت کی روشنی میں حضرت عبداللہ ذبیح اللہ کا مقام و مرتبہ ملاحظہ فرمائیے۔

### مرج البحرین:

حکیم ایزدی سیدنا عبداللہ کا عقد مبارک بنی زہرہ کے سردار، حضرت وہب بن عبد مناف کی دختر سیدہ آمنہ سے ہوا۔ اس ذی وقار تقریب کے متعلق طبقات ابن سعد کے الفاظ ہیں،

”سیدہ آمنہ بنت وہب اپنے چچا وہیب ابن عبد مناف ابن زہرہ ابن کلاب کی کفالت میں تھیں۔ حضرت عبدالمطلب حضرت عبداللہ کو لے کر بنی زہرہ کی قیام گاہ پر گئے اور حضرت آمنہ کا خطبہ نکاح اپنے صاحبزادے عبداللہ پر جناب رسالت سے پڑھا اور آمنہ کو عبداللہ سے بیاہ دیا اور وہیب کی بیٹی ہالہ سے خود خطبہ نکاح پڑھ کر شادی کر لی اور یہ دونوں نکاح ایک ہی مجلس میں بیک وقت واقع ہوئے۔

جناب ہالہ کے بطن سے حضرت عبدالمطلب کے ہاں حضرت حمزہ پیدا ہوئے۔

### دُرِ سَیِّم:

حضرت آمنہ سے عقد مبارک کے آٹھ ماہ بعد ایک قافلہ تجارت کیساتھ واپس آتے ہوئے حضرت عبداللہ مدینہ کے قریب علییل ہوئے اور داعی اجل کو لبیک کہا۔ وقت انتقال آپ کی عمر مبارک ۲۵ برس تھی۔ سیدنا عبداللہ کی جوانی سال موت نے بنی ہاشم کے گھرانے میں کہرام برپا کر دیا۔ سیدنا عبدالمطلب کو پیرانہ سالی میں اپنے جوان، عزیز ازجان صاحبزادے کی موت کا شدید صدمہ برداشت کرنا پڑا جس کے باعث آپ کی آنکھوں کی دنیا تاریک ہو گئی۔

### حضرت آمنہ کا مرثیہ:

سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا نے اس المناک موقع پر جو مرثیہ کہا اس کے چند اشعار کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے۔

۱۔ فرزند ہاشم کی وفات کے باعث کنارہ بطحا کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ نوحہ و بکا و گریہ و غوغا کے غیر متمیز شور میں باہر نکل کے وہ ایک لحد کے مجاور ہو گئے۔

۲۔ موت نے انہیں دعوت دی اور انہوں نے وہ دعوت قبول کر لی۔ انسانوں میں کسی ایک کو بھی موت نے ایسا نہ چھوڑا جو فرزند ہاشم جیسا ہوتا۔

۳۔ شب میں ان کا تابوت اٹھا کے چلے تو ان کے ساتھیوں نے انہو میں تابوتِ اقدس کو دست بدست کیا۔

اگر آپ فوت ہو گئے تو آپ کے آثارِ خیر تو زندہ ہیں۔ آپ نہایت درجہ فیاض اور بہت رحم دل تھے۔

ہاشم بن عبد مناف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردادا تھے۔ ان کی اولاد قریش کے معزز ترین قبیلہ بنو ہاشم کے نام سے مشہور ہے۔ ان کا اصل نام عمرو تھا۔ ہاشم اس لیے نام ہوا کیونکہ وہ مکہ کے زائرین کی تواضع ایک خاص عربی شوریہ سے کرتے تھے جسے ہاشم کہا جاتا ہے۔ یہ لقب اس وقت ملا جب ایک قحط کے دوران انہوں نے یہی شوریہ اہل مکہ کو کھلایا۔ آپ اولادِ اسمعیل علیہ السلام سے تھے۔ مکہ کے مشہور تاجر تھے اور نہایت معزز تھے۔ انہوں نے قریش کے تجارتی قافلے شروع کروائے اور ان کے لیے باز نطینی سلطنت کے ساتھ معاہدے کیے جن کے تحت قریش باز نطینی سلطنت کے تحت آنے والے ممالک میں بغیر محصول ادا کیے تجارت کر سکتے تھے اور تجارتی قافلے لے جا سکتے تھے۔ یہی معاہدے وہ حبشہ کے بادشاہ کے ساتھ بھی کرنے میں کامیاب ہوئے جس کا تمام قریش کو بے انتہا فائدہ ہوا اور ان کے قافلے شام، حبشہ، ترکی اور یمن میں جانے لگے۔ آپ دینِ حنیف (دینِ ابراہیمی) پر قائم تھے اور بت پرستی نہیں کرتے تھے۔

سیرت ابن ہشام کے مطابق آپ کی اولاد اس طرح تھی:

اسد ابن ہاشم (بنو اسد کے جد۔ حضرت علی علیہ السلام کی والدہ کے جد)

ابو سینیٰ ابن ہاشم

عبدالمطلب ابن ہاشم (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کے دادا)

ندلہ ابن ہاشم

الشفابنت ہاشم

خالدہ بنت ہاشم

رقیہ بنت ہاشم

جنۃ بنت ہاشم

ضائفہ بنت ہاشم

جب سرکارِ دو جہاں دنیا میں ظاہر ہوئے تو سیدہ آمنہ کے پاس ایک فرشتہ آیا اور انتہائی ادب و احترام سے عرض کیا کہ "نو مولود کا اسمِ گرامی احمد ہے" سیدنا احمد کو آپ کے محترم چچا سیدنا ابوطالب کی آغوش میں دیا گیا تو آپ نے کمالِ محبت سے دیکھتے ہوئے فرمایا۔ "میرا بھتیجا محمد ہے" یہ اسمِ گرامی ذاتِ قدرت کو اتنا پسند آیا کہ اسے کلمتہ اسلام بنا دیا گیا۔ حضرت عبدالمطلب جب عالمِ فنا



سے دارالبقا تشریف لے کر جانے لگے تو عزیز ازجان یتیم پوتے کی کفالت و حفاظت کی فکر دامن گیر ہوئی۔ کافی غور و فکر کے بعد دوش ابو طالب کا انتخاب ہوا اور انہیں ہدایت فرمائی۔

”دیکھو! ان کی حفاظت کرنا۔ انہوں نے نہ باپ کا لطف دیکھا ہے نہ ماں کی مامتا۔ یہ آپ کے جگر کی مانند ہیں۔ میں نے اپنی تمام اولاد میں آپ کا انتخاب کیا ہے۔ اس لئے کہ آپ ان کے والد کے حقیقی بھائی ہیں۔“

سیدنا ابو طالب نے پدر بزرگوار کی ہدایت پر عمل کرنے کا عہد فرمایا، جس پر حضرت عبدالمطلب نے فرمایا، ”اب موت آسان ہو گئی“۔

یہ عظیم المرتبت سعادت حضرت عبدالمطلب کے بعد سیدنا ابو طالب کو نصیب ہوئی۔ حضرت ابو طالب کو ذمہ داری سونپنے کے بعد سیدنا عبدالمطلب کی زبانِ اقدس سے یہ اشعار وارد ہوئے۔

۱۔ میں نے ابو طالب جیسے تجربہ کار و دانا کو وصی بنایا ہے۔

۲۔ اُن کے صاحبزادے کا جو مجھے انتہائی عزیز و محبوب تھا اور اب جن کے واپس آنے کی کوئی امید نہیں ہے۔

سیدنا عبدالمطلب، قریش کے سردار کی حیثیت سے صنعا، یمن گئے اور سیف بن زوالیظن کو اس کی تخت نشینی کی مبارکباد دی۔ یمن سے واپسی کے چند ہی دن بعد ۵۷۹ء میں ۱۳۰ برس کی عمر مبارک میں آپ نے مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا اور اپنے آبائی قبرستان ”حجون“ میں دفن کئے گئے جو ”جنت المعلیٰ“ ہے۔

حضرت عبدالمطلب خاندانی وجاہت و عظمت کا نشان، امارت و صولت کا مرکز، زمزم و کعبہ کے متولی، غارِ حرا کے عابد، عظمتِ رسالت کے محافظ، مصیبت زدوں کے غمگسار، اپاہجوں کے مددگار، شرافت کا نشان، مجیب الدعوة، قبولیتِ دعا کا ذریعہ، لواء کے مالک، اللہ رب العزت کی وحدانیت کے داعی، مبلغِ قائد ملت و حاکمِ وقت تھے۔

### نور رسالت اور آغوشِ ابو طالب:

حضرت عبدالمطلب کے انتقال پر ملال کے بعد نور رسالت کی حفاظت کے لئے سے سیدنا ابو طالب کمر بستہ ہو گئے اور ہر محاز پر کفارِ مکہ اور جہلائی عرب کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حضور نبی کریم کو اپنی اولاد سے بڑھ کر شفقت و پیار دیا اور بچپن ہی سے اپنے صاحبزادوں سیدنا طالب و عقیل اور جعفر و علی کو ناموس رسالت پر مرٹنے اور کٹ جانے کا سبق دیا۔ قریش میں حصارِ رسالت کے لئے شعبِ ابی طالب سے کون واقف نہیں جب اس دوران اپنے پیارے مصطفیٰ کے بستر پر علی مرتضیٰ شیرِ خدا اور جعفر طیار کو سلا کر دشمنانِ اسلام کی تلواروں کے سامنے اپنے لختِ جگر پیش کرنے والے ابو طالب کے علاوہ اور کون ہیں۔ حضرت ابو طالب اور آپ کی زوجہ محترمہ سیدہ فاطمہ بنتِ اسد سلام اللہ علیہا نے حضور نبی کریم کی اس طرح حفاظت و غمگساری فرمائی کہ آپ ان مقدس ہستیوں کو

یاد کر کے اکثر آبدیدہ ہو جاتے اور ان کے لئے دعا فرماتے تھے۔ حضرت فاطمہ بنتِ اسد کی وفات پر حضور نبی کریم نے اپنا کرتہ مبارک آپ کے کفن کے لئے بھیجا اور ان کی قبرِ اقدس میں لیٹ گئے اور گریہ زاری فرمائی۔ تاریخ گواہ ہے، جب بھی اسلام نازک دور سے گزرا ہے اولادِ ابوطالب نے اپنا خون مبارک دے کر اس کی آبیاری فرمائی ہے۔ حضرت ابوطالب پہلے نعت گو ہیں اور ”دیوانِ ابوطالب“ حمد و نعت سے لبریز ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے،

”میرے بھتیجے! یہ کفارِ مکہ ہرگز آپ تک نہیں پہنچ پائیں گے، یہاں تک کہ مجھے مٹی میں دفن کر دیں اور میری قبر سے گزر کر آئیں۔“

کفارِ مکہ نے منصوبہ سازی کی۔ ابوطالب کے جانے کا انتظار کرتے ہیں، جب ابوطالب دنیا سے جائیں گے تو محمد جانیں اور ہم۔ ابوطالب دنیا سے چلے گئے۔ کفارِ مکہ اکٹھے ہو کر شمعِ رسالت گل کرنے آئے۔ پیغمبرِ اکرم نے اس سال کو ”عام الحزن“ قرار دیا۔ کفارِ مکہ کے حملے روکنے کے لئے ابوطالب کے صاحبزادے علی مرتضیٰ شیرِ خدا، جعفر طیار، عقیل اور طالب نے حصارِ رسالت کمر لیا۔ کفار کا منصوبہ کھٹائی میں پڑ گیا۔ ابوطالب کے جلیل القدر بیٹے علی نے اسلام کو اپنے یدِ الٰہی بازوؤں کے حصار میں لے لیا۔ دعوتِ ذوالعشیرہ سے لے کر بدر و احد، خندق و خیبر، اور فتحِ مکہ کے معرکے ابوطالب کے لختِ جگر نے سر کمر لئے۔ کفارِ مکہ مزید انتظار میں پڑ گئے۔ ابوطالب کا بیٹا معاملات الجھا رہا ہے۔ انتظار کرو، ایک دن یہ بھی دنیا سے جائے گا۔ پیغامِ محمد جانے اور ہم۔ ابوطالب کا صاحبزادہ شہید ہو کر شہادت کو سرخرو کر گیا۔ کفارِ مکہ اکٹھے ہوئے۔ شمعِ رسالت گل کرنے کا منصوبہ بنا۔ ابوطالب کا پوتا اسلام کا محافظ بن کر سامنے آیا۔

اے مؤرخ، وقت کے مغرور کرداروں سے پوچھ  
پوچھ، تاریخِ عرب کے سب ستمگروں سے پوچھ  
کربلا کی ٹوٹی، بے لوج تلواروں سے پوچھ  
شام کی گلیوں سے، چوراہوں سے، بازاروں سے پوچھ  
ذریعہ کس کی یزیدی حوصلوں پہ چھا گئی  
کس کی پوتی، ظلم و استبداد سے ٹکرا گئی  
جس نے بخشی تھی تجھے توقیرِ عرفان، یاد کر  
اے بنی آدم، ابوطالب کے احسان، یاد کر  
جب سے کلمہ اسلام رائج ہے اور جب تک رہے گا تا قیامت ”محمد رسول اللہ“ اور ”اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد“ پڑھنے  
والوں کا اجر و ثواب سیدنا ابوطالب کی بارگاہِ اقدس میں پیش ہوتا رہے گا۔

## (۱) اولاد:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کی تعداد سات جن میں تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں جن کے نام ذیل میں دیے جاتے ہیں:

### بیٹے:

القاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

### بیٹیاں:

۱- بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۲- بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۳- بی بی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۴- بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد ان کی زندگی ہی میں فوت ہو گئی۔



## شجره نامه انبياء

آدم (۹۳۰-۱۰۰)

شيث (۹۱۲)

انوش

قينان

مهلائيل

يارد

ادريس (۲۶۵)

متوشالچ

لمک

نوح ع (۹۵۰-نبي الله)

آدم (۹۳۰-۱۰۰)

شيث (۹۱۲)

انوش

قينان

مهلائيل

يارد

ادريس (۲۶۵)

متوشالچ

لمک

نوح ع

سام

ارفلشاد- (صالح ۴۳۳)

शलچ

هود (۴۶۴) - خضر

فلج

رعو

سروج

ناحور

تارح - لوط - شعيب

ابراهيم ع

(خليل الله ۱۷۵)

آدم (۹۳۰ - حوا)

شيث (۹۱۲)

انوش

قينان

ملائيل

يارد

ادريس (۲۶۵)

متوشلح

لمك

نوح ع

سام

ارقلشاد - (صلح ۴۳۳)

شلح

هود (۴۶۴) - خضر

فلج

رعو

سروج

ناحور

تارح - لوط - شعيب (۱۴۲)

ابراهيم ع

اسحاق (۱۸۰ سارا)

- ايوب (۱۴۰)

يعقوب (۱۴۷)

لاوي - يوسف

قہات

عمران

موسی ع ہارون

(۱۲۰ کلیم اللہ)

اسباطيانقبا (۱۲)

آدم (۹۳۰- حوا)

شيث (۹۱۲)

انوش

قینان

ملائيل

يارد

ادريس (۲۶۵)

متوشلح

لمک

نوح ع

سام

ارفلشا- (صلح ۴۳۳)

دشالح

هود (۴۶۴) - خضر

فلج

رعو

سروج

ناحور

تارج- لوط- شعيب (۱۴۲)

ابراهيم ع

اسحاق (۱۸۰ سارا)

-

يعقوب (۱۴۷)

يهودا- بن يامين

فارص

حصرون

ارام

عميناداب

نخشون

شلمون

بو عز

عوبيد

يس

داود (۱۰۰)

سليمان (۵۳)



رجعام

ابی

اس

یهوشا فاط

بورام

عزی

یوتام

احاز

حزقی

نسی

امون

یوشی

یکنی

سالتیل

زروباب

ایهود

ایلیا قیم

عازور

صادوق

باکین

ایلیهود

ایلعاذر

متان (ماثان)

عمران (یعقوب)

مریم

عیسی ع

(۳۳ روح اسد)

حواریون (۱۲)

آدم (۹۳۰- حوا)

شیث (۹۱۲)

انوش

قینان

ملائیل

یارد

ادریس (۲۶۵)

متوشلح

لمک

نوح ع

سام

ارکشاو- (صالح ۴۳۳)

شلح

هود (۴۶۴)- خضر

فلج

رعو

سروج

ناحور

تارح- لوط- شعیب (۱۴۲)

ابراهيم ع  
اسماعيل (١٣٧-هـجر)

قيدار

حمد

ارز

نبت

سلافان

هميسع

اليسع

اود

عدنان

معد

نزار

مضر

الياس

مدرکه

خزيمه

کنانه

نضر

مالک

فهر

غالب

لوی

کعب

مره

كلاب

قصی

عبدمناف

هاشم - (امیه)

عبدالمطلب - (عباس - ابوطالب - ابولهب - حمزه)

عبدالله - (امنه)

محمد ص

(۶۳ رسول الله)

امان (۱۲)

## ۶۔ سادات کی ہندوستان آمد سے پاکستان ہجرت تک

سلاطین و شاہان وقت کے ظلم و ستم سے تنگ آکر اور دین مبین محمد و آل محمد کی تبلیغ و سر بلندی کے لیے اس خاندان کے اجداد نے سرزمین عراق کو خیر باد کہا یہ خاندان پہلے ایران میں جا کر آباد ہوا وہاں سے ہجرت کرتے ہوئے زاہدان اور افغانستان کے راستے عہد غزنوی میں ہندوستان میں آکر آباد ہوا۔ اس خاندان کے اجداد سب سے پہلے اچ شریف میں آباد ہوئے پھر اس خاندان نے اچ شریف اور وادی مہران سے نقل مکانی کر کے برست ضلع کرنال میں سکونت اختیار کی۔ پٹالہ سے تقریباً ۵۲ کلومیٹر جنوب مغرب میں دریائے گھگر کے دائیں طرف نظر آئے گا۔ سامانہ ہندوستان میں خلافت عباسیہ کی حدود سے باہر پہلی مسلمان نوآبادی تھی جسے بنی فاطمہ نے تیسری یا چوتھی صدی عیسوی میں آباد کیا تھا۔ سادات بنی فاطمہ نے تیسری صدی ہجری کے اواخر یا چوتھی صدی کے اوائل میں سامانہ میں قدم رکھا تھا۔ پھر جونہی انہوں نے اپنی عزت اور جان و مال کو محفوظ محسوس کیا، قدرتی طور پر اپنے عقائد کی اشاعت و ادائیگی زیادہ آزادی و تندہی سے انجام دینے میں مشغول ہو گئے۔ برصغیر کے ہندو حکمران سادات بنی فاطمہ کے لئے ان نام نہاد مسلمان حکمرانوں کے مقابلے میں نیک دل اور خدا ترس ثابت ہوئے جنہوں نے محمد رسول اللہ کی نسل کو منقطع کرنے کے لئے کوئی جیلہ اور وسیلہ ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ اگرچہ ان پناہ گزینوں کا ہندوستانی حکمرانوں سے رسمی طور پر پناہ مانگنا، ان حکمرانوں کا مصیبت و ابتلاء میں گھرے ہوئے سادات کرام کا استقبال کرنا اور پناہ کے لئے کسی رسمی حکم نامہ کے اجراء کے تاریخی شواہد میسر نہیں آسکے۔ لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہ پناہ گزین کرۂ ارض پر اس عہد کی سب سے وسیع اور طاقت ور حکومت کی نظر میں باغی اور دشمن تصور کئے جاتے تھے۔ ایسے لوگوں کو پناہ دینا عظیم الشان عباسی سلطنت کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ سامانہ کے علاقے کے مقامی حکمرانوں کی توبات ہی کیا، پورے ہندوستان کے حکمران مل کر بھی عباسیوں کی طاقت کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتے تھے۔

تاریخ پر گہری نظر رکھنے والے واقف ہیں کہ ہمسائے میں چھوٹی چھوٹی کمزور ریاستوں کو ہڑپ کرنے کے لئے طاقت ور موقع کی تلاش میں رہتے ہیں مگر اسے قدرت کا کرشمہ کہنا چاہئے کہ عین اسی زمانے میں جب سادات بنی فاطمہ سامانہ پہنچی، عباسی سلطنت میں داخلی خلفشار رونما ہو رہا تھا۔ عین اسی زمانے میں ان کی عظیم الشان اور طاقت ور سلطنت زوال پذیر ہونا شروع ہوئی تھی۔ بس اسی داخلی انتشار نے ہمارے بزرگوں کو ان ظالم و جابر حکمرانوں کی دسترس سے محفوظ رکھا اور اللہ نے کافر حکمرانوں کے دل میں مسلمان حکمرانوں کے ستائے ہوئے خاندان رسالت کے دبر در خاک بسر خانماں بر بار شریف و نجیب افراد کے لئے اپنی حکمت بالغہ سے وہ اسباب پیدا کر دیئے جن کی بدولت مسلمان بتدریج ہندو معاشرے میں تبلیغ اسلام کی راہیں ہموار کرنے میں کامیاب ہو سکے۔

تیسری صدی میں حکمرانوں کے مظالم بنی فاطمہ پر پہلے کی نسبت کہیں زیادہ شدت اختیار کر گئے تھے۔ اضطرابی کیفیت میں تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق خروج بھی کئے گئے۔ ساداتِ اکرامِ جان کی حفاظت کے لئے اطرافِ عالم میں پناہ گزین بھی ہوئے۔ بنی فاطمہ کے ستم رسیدہ افراد کے ایک گروہ کے ساتھ خلافت کی حدود سے باہر آکر سرہند جیسے سرسبز و شاداب علاقہ میں پناہ گزین ہوئے۔ ان کی دلچسپیاں صرف دینِ اسلام کی سر بلندی، اشاعتِ رموزِ قرآن و علومِ آلِ محمدؐ اور عوامِ الناس کی فلاح و بہبود کی حد تک تھیں۔ علاقائی ہندو حکمرانوں نے ان کے کردار اور عزائم کے مد نظر ان سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ ان کو مذہبی آزادی اور اپنے عقیدے کے مطابق امن و امان سے زندگی بسر کرنے دی۔ یہ اللہ کی ایک خاص مشیت تھی کہ یہ چھوٹے چھوٹے رجاؤں کے دنیا کی عظیم ترین حکومت کے مفروضہ باغیوں کو پناہ دینے میں ذرا بھی متردد نہیں ہوئے۔ ورنہ شمالی ہند تو کیا پورے ہندوستان کے حکمران بھی مل کر عباسی حکومت کے مقابلے کی سکت نہیں رکھتے تھے۔ وقت کے ساتھ ساتھ امن و امان کی فضا میں اس بستی کی اہمیت بڑھتی گئی۔ سو ڈیڑھ سو سال بعد جب سلطان محمود غزنوی نے اس علاقہ کو سلطنتِ غزنی میں شامل کیا تو یہ دینِ اسلام کی نشر و اشاعت اور علومِ آلِ محمدؐ کی درس و تدریس کا اہم مرکز تھا۔

چنانچہ سید ابو الفراح واسطی کے فرزند ان ارجمند سامانہ اور لدھیانہ کے ہی گرد و نواح میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ چار میں سے تین بستیاں تو صفحہ ہستی پر موجود نہیں البتہ سامانہ سے تقریباً تیس میل کے فاصلے پر چھت کی بستی موجودہ بنوڑ سے متصل ۱۹۳۷ تک قائم تھی۔ یہ بات الگ ہے کہ چھت میں کوئی سادات آباد نہیں تھے بلکہ اس سے دو ڈیڑھ میل کے فاصلے پر بنوڑ میں سادات کی بہت بڑی آبادی تھی۔ اس سے قریباً دو سو سال بعد شہاب الدین غوری، تراوڑی کے میدان میں پر تھوی راج چوہان کے ٹڈی دل لشکر کو شکست دے کر سامانہ میں آرام کی غرض سے کچھ عرصہ مقیم رہا۔ (بحوالہ کیمبرج ہسٹری آف انڈیا، جلد سوم)

مغلیہ دور کے اواخر تک یہ ایک اہم فوج دار کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ چنانچہ اسی بنیاد پر گورو گو بند کے دو بچوں کے قتل میں سامانہ کے فوج دار کا ہاتھ بتایا جاتا تھا۔ جس کے بدلے میں بندہ بیراگی سنگھ سردار نے ۱۶۰۱ء میں سامانہ کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ مکانوں اور املاک کو نذر آتش کیا۔ بحوالہ ”ہسٹری آف سکھ ریجن“ سامانہ کے دس ہزار سادات اور مغل معززین کو قتل کیا گیا۔ اس اندھے اور سفاکانہ قتل عام کے بعد سامانہ ایک درمیانے درجے کا قصبہ رہ گیا۔ جلیل القدر فرزند حسین بن زید کی نسل سے ایک سلسلہ صدیوں سامانہ میں بود و باش رکھنے کے بعد امر وہہ ضلع مراد آباد منتقل ہو گیا اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ یہ خاندان نقوی سادات میں ایسا گھل مل گیا کہ امر وہوی کہلانے لگا۔ سامانہ کے بزرگوں کے بیان کے مطابق اس خاندان کی نقل مکانی کا سبب سکھوں کا بغض و کینہ اور ناروا سلوک تھا اس لئے کہ سکھوں نے بندہ بیراگی سنگھ کو آلہ کار بنا کر فتنہ و فساد برپا کیا۔ اور سامانہ پر قبرستان کی جانب سے چڑھائی شروع کی۔ یہ تاہم غیبی کا کرشمہ تھا کہ سکھوں نے قبروں کی طرف سے کثیر فوجوں کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا جس کا ان کے دلوں پر ایسا خوف طاری ہوا کہ انہیں بھاگتے ہی بنی۔ اگلے روز سکھوں نے اپنے نائب ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس واقعہ کے

بعد سید و اصل علی اور سید فرزند علی پسران سید ابو الخیر نے ”سامانہ“ کو خیر باد کہا اور امر وہہ میں جا کر آباد ہو گئے۔ لدھیانہ اور امر وہہ بھی شرفاء و سادات کی بستی ہے۔

اکتوبر ۱۹۳۷ء میں دونوں آزاد ہونے والے ملکوں، پاکستان اور بھارت کے درمیان اعلیٰ سطح پر ایک معاہدہ ہوا تھا جس کے نتیجے میں طے پایا گیا تھا کہ پاکستانی پنجاب سے ہندوؤں اور سکھوں کو بھارت لے جایا جائے گا۔ اسی طرح بھارتی پنجاب اور اس کی ہندو سکھ ریاستوں یعنی بھارت کے موجودہ صوبہ پنجاب، ہریانہ اور ہماچل پردیش سے مسلمان مکمل طور پر نقل مکانی کر کے پاکستان چلے جائیں گے۔ مشرقی پنجاب سے ہجرت کرنے والے مسلمانوں کی تعداد ایک کروڑ سے کچھ ہی کم تھی۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مشرقی پنجاب کے بارہ اضلاع اور ریاستوں میں تقسیم ہندوستان کے وقت مسلمانوں کی تعداد ۴۴ فی صد کے قریب تھی جبکہ اس وقت کے اعداد و شمار کے مطابق سکھ ۸ تا ۱۰ فی صد تھے اور باقی افراد ہندو تھے یا دوسرے مذاہب سے تعلق رکھتے تھے۔ سکھ درندوں نے وہ کون سا ظلم تھا جس کا انہیں موقع ملا ہو اور انہوں نے نہ کیا ہو۔ اس معرکہ میں ان کے خاندان کے بہت سے گننام افراد شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو شہداء کے ساتھ محشور فرمائے۔ ستلج سے لے کر دہلی تک کے وسیع و عریض صوبہ سرہند کا دار الخلافہ تو شہر سرہند ہی تھا۔ ڈاکٹر گوپال سنگھ ہمارے سابق صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے ہم وطن بھی تھے اور ہم عصر بھی، انہوں نے اپنی بڑی شہرہ آفاق کتاب ”دی ہسٹری آف سکھ ریلیجن“ میں تحریر کیا ہے کہ ”دس ہزار معزز سید اور مغل قتل کئے گئے تھے۔“ چنانچہ مقتول عوام الناس کی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ رہی ہوگی۔

## ۱۔ حضرت زید شہید کے اجداد کی مختصر تاریخ

مرا بہ تیغ ستم کشت و گفت از ناز

چراغ دودہ زید شہید روشن شد

## حضرت زید شہید بن سجاد علیہ السلام کے والدین

امام سجاد علیہ السلام (علی بن الحسین، جن کے القاب زین العابدین اور سجاد تھے) چوتھے امام ہیں۔ آپ تیسرے امام (امام حسین علیہ السلام) کے فرزند تھے اور ایرانی بادشاہ یزدجرد کی بیٹی شہر بانو کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ آپ، امام سوم کے اکیلے فرزند تھے جو کربلا میں زندہ بچ گئے تھے۔ آپ بھی اپنے والد کے ساتھ کربلا میں تشریف لائے تھے لیکن چونکہ سخت بیمار تھے اور ہتھیار اٹھانے اور جنگ میں شرکت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اسی لئے جہاد اور شہادت سے معذور رہ گئے تھے اور حرم کے قیدیوں کے ساتھ شام بھیج دیئے گئے۔

## سید التاجین حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی عدل گستر حکومت کو ابھی چند سال ہی گزرے تھے کہ نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر مدینہ میں، گلستان محمدی کے ایک اور گل سرسبد ہستی کی خوشبوؤں سے مشام ایمان و یقین معطر ہو گئے بوستان علوی میں ایک ایسا پھول کھلا کہ جس کی مہک سے نہ صرف زمین بلکہ آسمان والوں کے قلوب بھی تروتازہ ہو گئے۔ اور فرشتوں نے عشق و ارادت کے نغمے گنگنانے شروع کر دئے اور ارض و سما سے درود و صلوات کے نعرے بلند ہونے لگے۔ جی ہاں! ایک معتبر روایت کے مطابق ۱۵ جمادی الاولیٰ سنہ ۳۸ ہجری کو کاشانہ زہراء سلام اللہ علیہا میں ان کے نور نظر امام حسین علیہ السلام کو خداوند لم یلد و لم یولد نے وہ چاند سا بیٹا عطا کیا کہ اس کی روشنی سے عرب و عجم کے تمام گوشہ و کنار روشن و منور ہو گئے۔ عالم انوار سے عالم ہستی میں فرزند رسول امام زین العابدین علیہ السلام کی آمد کے یہ شب و روز تمام مجبان اہلبیت رسول کو مبارک ہوں۔ بلبل بوستان امامت، سید سجاد امام زین العابدین علیہ السلام عشق و محبت سے سرشار اسی آشیانہ آدمیت و انسانیت میں جلوہ بار ہوئے تھے کہ جس کے لیکنوں کی شان میں سورہ ہل اتی نازل ہوا۔ جن کا آیہ تطہیر نے قصیدہ پڑھا آیہ مودت نے مسلمانوں پر محبت واجب کی اور آیہ ولایت نے امامت و حقانیت کی تصدیق کردی باپ مولائے متقیان، مشکل کشائے عالم، علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فرزند، سید و سردار جوانان بہشت، سبط رسول الثقلین، فاتح کربلا، حضرت امام حسین علیہ السلام تو ماں قدیم تہذیب و تمدن کے گہوارے، ساسانی ایران کے آخری بادشاہ یزدگرد سوم کی بیٹی حضرت شہربانو، جنہوں نے اپنی عفت و پاکدامنی کے سبب خانہ عصمت و امامت میں وہ مقام حاصل کر لیا کہ ایک امام کی بہو ایک امام بیوی اور ایک امام کی ماں بن کر پوری دنیا کے لئے مایہ افتخار بن گئیں۔ امام زین العابدین علیہ السلام کا اصلی نام علی تھا، جیسا کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنے تمام فرزندوں کے نام اپنے والد کے نام پر علی ہی رکھے تھے، امام زین العابدین علیہ السلام کی کنیت ابوالحسن اور ابو محمد تھی القاب زین العابدین، سید الساجدین، سید سجاد، زکی اور امین معروف ہیں۔ ولادت کے چند دنوں بعد ہی ماں کے سایہ سے محروم ہو گئے اور غالباً اپنی خالہ، جناب محمد ابن ابی بکر کی زوجہ محترمہ، گہبان بانو کی آغوش میں پرورش پائی جنہوں نے گورنر کی حیثیت سے مصر جاتے وقت شامی لشکر کے ہاتھوں اپنے شوہر محمد ابن ابی بکر کی شہادت کے بعد بظاہر دوسری شادی کرنا گوارا نہیں کی اور بھانجے کو ہی اپنے بچوں کی طرح پالا اور بڑا کیا۔ امام سجاد ابھی ۲ سال کے تھے کہ آپ کے دادا علی ابن ابی طالب شہید کر دئے گئے آپ نے ۱۲ سال کی عمر تک امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام دونوں کے فیوضات سے استفادہ کیا لیکن سنہ ۵۰ ہجری میں امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد اپنے باپ کے ساتھ دس سال سکوت میں گزارے اور سنہ ۶۱ ہجری میں کربلا کے خونیں معرکہ میں بہ نفس نفیس شرکت کی اور کربلا کی تحریک کو ۳۵ سال تک اپنے کندھوں پر اٹھائے رکھا اور اسلام کے الہی



پیغامات کی سخت ترین مراحل میں حفاظت و پاسبانی کا فریضہ انجام دیا۔ غالباً سنہ ۵۷ ہجری میں امام حسن علیہ السلام کی صاحبزادی جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے آپ کی شادی ہوئی اور تاریخ اسلام میں ایک بار پھر ”مرج البحرین یلتقیان“ کا نظارہ پیش کرتے ہوئے علی ثانی اور فاطمہ ثانی کے پاکیزہ رشتے کے نتیجے میں رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم کے دونوں فرزند حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کے صلب سے پانچویں امام، امام محمد باقر علیہ السلام امام زین العابدین علیہ السلام کی آغوش کی زینت قرار پائے چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام بھی واقعہ کربلا میں تقریباً چار سال کے موجود تھے۔

امام زین العابدین علیہ السلام کے ایک اور فرزند جناب زید شہید ہیں، جو بڑے ہی با فضیلت تھے اور سنہ ۱۲۱ ہجری میں امویوں کے ہاتھوں کوفے میں شہید ہوئے۔ امام زین العابدین علیہ السلام کی امامت کا ۳۵ سالہ دور نہایت ہی گھٹن اور اذیت کا دور رہا ہے اس دور میں یزید شقی کے بعد حکومت مروان اور آل مروان کے ہاتھوں میں منتقل ہو گئی حجاج ابن یوسف کے ہاتھوں آپ کے بے شمار دوستوں اور چاہنے والوں کو شہید کیا گیا۔ یکے بعد دیگرے خلفائے بنی امیہ کے چھ حکمراں جبر سر اقتدار اہل ابھی سیاست نے مذہب کو لوگوں کی زندگی سے دور کر دینے کی کوشش کی، ایسے میں امام سجاد علیہ السلام نے اپنی بیداری کے لئے دعا اور اشک کو اسلام و قرآن کی حفاظت و پاسبانی کا وسیلہ قرار دیا اور دعا سے قلوب اور اشک سے آنکھوں کو تسخیر کیا۔ صحیفہ سجادیه دعاؤں کا شاہکار اور ”عزاداری امام حسین“ آپ کے اشکوں کی یادگار ہے۔ علمائے اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ دنیا کی سب سے عظیم کتاب، کلام اللہ یعنی قرآن مجید اور لسان اللہ کی تخلیق، نہج البلاغہ کے بعد، صحیفہ سجادیه الہی حقائق و معارف کا سب سے زیادہ قیمتی خزانہ ہے اسی لئے بعض اسلامی دانشوروں نے اس کو اخت القرآن، انجیل اہلبیت علیہم السلام اور زبور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم کا لقب عطا کیا ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام کی ایک اور قیمتی یادگار آپ کا رسالہ حقوق ہے جس میں آپ نے انسانوں کے ایک دوسرے پر مختلف حقوق و فرائض ذکر کئے ہیں۔ ہم اپنی اس مختصر گفتگو کو امام علیہ السلام کے اسی رسالہ حقوق کے چند جملوں پر ختم کرتے ہیں۔ امام فرماتے ہیں: ”آپ کے ساتھی اور دوست کا آپ پر یہ حق ہے کہ آپ اس پر احسان اور حسن سلوک سے کام لیں اور اگر ایسا نہ کر سکیں تو اس کے حق میں انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں جہاں تک ممکن ہو اس کی دوستی میں کوتاہی نہ برتیں اس کے خیر خواہ و پشت پناہ رہیں اور رحمت و شفقت کا چشمہ بنے رہیں مشکل و عذاب کا باعث نہ بنیں۔“

قید کا زمانہ گزارنے کے بعد یزید کے حکم سے عوامی مخالفت کو نرم کرنے کے لئے آپ کو احترام کے ساتھ مدینے بھیج دیا گیا تھا مگر دوبارہ آپ کو اموی خلیفہ عبد الملک کے حکم سے پابہ زنجیر مدینہ سے شام لایا گیا لیکن کچھ عرصے بعد پھر مدینے تشریف لے آئے۔ امام چھارم مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گئے اور اپنے گھر کے دروازے تمام لوگوں پر بند کر کے خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئے اور اپنے خاص شیعوں مثلاً ابو حمزہ ثمالی، ابو خالد کابلی اور ایسے ہی چند دوسرے افراد کے سوا کسی اور سے نہیں ملتے تھے۔ البتہ یہ خاص لوگ اپنے امام سے جو تعلیمات حاصل کرتے تھے آپ کے پیروکاروں تک پہنچا دیتے تھے اور اس

طرح مذہب شیعہ روز بروز ترقی کرتا گیا جس کے بیشتر اثرات پانچویں امام کے زمانے میں رونما ہوئے۔ چوتھے امام کی دعاؤں کا مجموعہ ”صحیفہ سجادیہ“ کے نام سے مشہور ہے یہ ستاون دعاؤں پر مشتمل ہے جن میں بہت ہی عمیق اور اسرار و معارف الہی پوشیدہ ہیں۔ اسی ”مجموعہ کو زبور آل محمد“ بھی کہا جاتا ہے۔ امام چہارم کو پینتیس سال کی امامت کے بعد بعض احادیث کے مطابق اموی خلیفہ ہشام بن عبد الملک کی ایما پر ولید بن عبد الملک نے زہر دیدیا تھا اور آپ ۹۵ھ میں شہادت پا گئے تھے۔

## نام و نسب

اسم گرامی: علی ابن الحسین (ع)

لقب: زین العابدین

کنیت: ابو محمد

والد کا نام: حسین (ع)

والدہ کا نام: شہر بانو شاہ زناں

تاریخ ولادت: ۵ / شعبان دوسری روایت کے مطابق ۷ / شعبان ۳۸ھ

جائے ولادت: مدینہ منورہ

مدت امامت: ۳۵ / سال

عمر: ۵۷ / سال

تاریخ شہادت: ۲۵ / محرم ۹۵ھ

شہادت کا سبب: ہشام ابن عبد الملک نے زہر دیکر شہید کی

مزار مقدس: مدینہ منورہ، جنت البقیع

اولاد کی تعداد: ۱۱ / بیٹے اور ۴ / بیٹیاں

بیٹوں کے نام: (۱) محمد باقر (ع) (۲) عبد اللہ (۳) حسن (۴) حسین (۵) زید (۶) عمرو (۷) حسین اصغر (۸) عبد الرحمن (۹) سلیمان

(۱۰) علی (۱۱) محمد اصغر

بیٹیوں کے نام: (۱) خدیجہ (۲) فاطمہ (۳) علیا (۴) ام کلثوم

انگوٹھی کے نگینے کا نقش: ”حسبى الله لکلّ همّ“

## ولادت:

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو فہ میں مسند خلافت پر متمکن تھے جب ۱۵ جمادی الثانی ۳۸ھ میں سید سجاد علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ آپ کے دادا حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور سارے خاندان کے لوگ اس مولود کو دیکھ کر بھت خوش ہوئے اور شاید علی علیہ السلام ہی نے پوتے میں اپنے خدو خال دیکھ کر اس کا نام اپنے نام پر علی رکھا تھا۔

## تربیت:

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ابھی دو برس کا سن تھا جب آپ کے دادا حضرت امیر علیہ السلام کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ امام زین العابدین علیہ السلام اپنے چچا حضرت امام حسن علیہ السلام اور والد امام حسین علیہ السلام کی تربیت کے سایہ میں پروان چڑھے۔ بارہ برس کی عمر تھی جب امام حسن علیہ السلام کی وفات ہوئی۔ اب امامت کی ذمہ داریاں آپ کے والد حضرت امام حسین علیہ السلام سے متعلق تھیں۔ شام کی حکومت پر بنی امیہ کا قبضہ تھا اور واقعات کربلا کے اسباب حسینی جھاد کی منزل کو قریب سے قریب تر لارہے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت زین العابدین علیہ السلام بلوغ کی منزلوں پر پہنچ کر جوانی کی حدوں میں قدم رکھ رہے تھے۔

## شادی:

اسی زمانہ میں جب کہ امام حسین علیہ السلام مدینہ میں خاموشی کی زندگی بسر کر رہے تھے حضرت نے اپنے فرزند سید سجاد علیہ السلام کی شادی اپنی بھتیجی یعنی حضرت امام حسن علیہ السلام کی صاحبزادی کے ساتھ کر دی جن کے بطن سے امام محمد باقر علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور اس طرح امام حسین علیہ السلام نے اپنے بعد کے لئے سلسلہ امامت کے باقی رہنے کا سامان خود اپنی زندگی میں فراہم کر دیا۔

## صحیفہ کاملہ سجادیہ:

آئمہ اہل بیت اطہار کے چوتھے تاجدار، سیدنا و مولانا و مرشدنا، حضرت امام علی زین العابدین کی دعاؤں کے مقدس و تبرک مجموعے کو ”صحیفہ کاملہ سجادیہ“ کہا جاتا ہے۔ یہ مجموعہ عوام کی مشکلات، تکالیف اور شدا انداموں دنیا میں مددگار ہے اور خواص کی تحقیق و جستجو، سلوک الی اللہ اور تلاش حق میں مرشد کامل اور رہبر و راہنما ہے۔ اسلام دشمن عناصر کے زہریلے ہتھکنڈے جب عقیدہ توحید مجروح کرنے لگے، تو وارث اسلام حضرت امام زین العابدین کی رقت انگیز، درد بھری، عاجزی و انکساری سے لبریز

دعاؤں نے شانِ وحدت بیان کر کے ان مکروہ عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ عصر حاضر کے مادہ پرستی کے سیلاب میں جب کہ گمراہ کن عقائد، رنگ برنگے افکار اور نت نئے فتنے سراٹھار رہے ہیں، اس نورانی دعاؤں کی کتاب کا ہر گھر میں ہونا اشد ضروری ہے۔ افکارِ امام زین العابدین کی روشنی میں عقیدہ توحید کو سمجھنا واجب ایمانی ہے۔

تیرا سجدہ تری مسجد ترا کعبہ سجاد  
ہر عبادت میں ہے روشن ترا چہرا سجاد  
اک طرف عظمت توریت و زبور و انجیل  
اک طرف تیری دعاؤں کا صحیفہ سجاد  
سو صحیفے ترے خطبے کے تقدس پہ نثار  
تو نے کونے میں بھی بدلا نہیں لہجہ سجاد  
سب کے سب ہیں ترے کنبے کی جلالت پر گواہ  
سنگ اسود ہو صفا ہو کہ ہو مروہ سجاد  
سر کے بل چلتا ہے کعبہ ترے پیچھے پیچھے  
تیرا ہر نقش قدم ایک مصلی سجاد  
کہکشاں ہے کہ ترے پاؤں سے لپٹی ہوئی دھول  
چاند ہے یا ترے ناخن کا تراشا سجاد  
سحر و شام ترے گیسو و رخسار کا عکس  
اور سورج ہے ترا نقش کف پا سجاد  
جس کو مل جائے ترے ہاتھوں کا دھون مولا  
کیا کرے گا وہ زمانے کا خزانہ سجاد  
پانی اسلام نے آکر ترے دامن میں پناہ  
تو نے قرآن پہ کیا دھوپ میں سایہ سجاد  
پھر تصور میں مرے آگئے تیرے آنسو  
پھر سمندر مجھے لگنے لگا قطرہ سجاد  
باروہ تو نے اٹھایا جو کسی سے نہ اٹھا

ہے رسولوں سے بڑا تیرا کلیجہ سجاد  
 صبر شیر سے آگے ترے دل کی ہمت  
 عصر عاشور سے آگے ترا رستہ سجاد  
 وہاں ایوب بھی ہوتے تو جگر پھٹ جاتا  
 جہاں آیا نہ ترے رخ پہ پسینہ سجاد  
 میرے احساس کی دولت بھی ترے درد کی بھیک  
 یہ میرا خطہ جاں تیرا علاقہ سجاد  
 تیری زنجیر کی نسبت سے قوی ہیں مرے ہاتھ  
 طوق منت سے ہے گردن میں اجالا سجاد  
 فرزدق نہیں نیر ہوں مگر تیرا ہوں  
 بس اسی ناز پہ لکھتا ہوں قصیدہ سجاد

### حضرت زید بن علی کی والدہ

حضرت زید بن علی کی والدہ کے نام کے بارے میں مختلف مورخین کی مختلف آراء ہے۔ کچھ نے ان کا نام غزالہ لکھا اور کچھ ان کا نام "جید" یا "جیدا" لکھتے ہیں۔ کچھ محققین انکو "حیدان" جبکہ خود امام سجاد علیہ السلام انکو "حوراء" کے نام سے پکارتے تھے۔ وہ ایک نیک اور پرہیزگار خاتون تھیں۔ ان خصوصیات کی وجہ سے مختار بن ابی عبیدہ ثقفی نے ان کا انتخاب امام سجاد علیہ السلام کے لیے کیا تھا۔ امام سجاد علیہ السلام سے ان کی اولاد میں تین بیٹے زید، عمر، علی اور ایک بیٹی خدیجہ شامل تھی۔ حضرت زید بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق پیغمبر اکرم کے چوتھے جانشین و تاجدار امامت حضرت امام علی ابن الحسین زین العابدین نے ۶۸ھ میں سندھ کی شہزادی سیدہ ہریہ سے عقد فرمایا جن سے آپ کے جلیل القدر فرزند حضرت سیدنا زید ابن علی تشریف لائے جو مورخین میں زید شہید کے نام سے معروف ہیں اور جن کی نسل زیدی سادات کہلاتی ہے۔ اس کے باعث سرزمین سندھ امام سجاد کا سسرال اور مولائے کائنات کا سمدھیانہ ہونے کا بھی اعزاز رکھتی ہے اور یہ دھرتی زیدی سادات عظام کا نھیال بھی ہے۔ اسی شہزادی نے آستانہ امامت میں تین پھول اور بھی مہکائے جن کے اسمائے گرامی سیدنا حسن بن علی، سیدنا حسین بن علی اور سیدنا علی ابن علی ہیں۔

## ۸- حضرت زید بن علی کی شخصیت اور احوال

تاریخ کی معتبر کتب میں تحریر ہے کہ حضرت زید بن علی بہت خوبصوت اور پر وقار شخصیت کے مالک تھے۔ آنکھیں بڑی اور سیاہ جبکہ ابرو کشیدہ جس سے آپ کی شخصیت دوسروں سے نمایاں نظر آتی تھی۔ بچپن ہی سے بہت ذہین اور لائق تھے آپ روحانی کمالات و معنوی جمالات کے ساتھ ساتھ شجاعت حیدر گزار کے بھی وارث تھے۔ علی کا گھر بھی وہ گھر ہے کہ اس گھر کا ہر اک بچہ جہاں پیدا ہوا، شیر خدا معلوم ہوتا ہے۔

زیدی سادات کا سلسلہ نصب اپنے جد بزرگوار حضرت زید شہید سے جا ملتا ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام کے فرزندوں میں امام محمد باقر (ع) کے بعد سب سے زیادہ نمایاں حیثیت جناب زید شہید کی تھی۔ آپ بلند قامت، حسین اور پر وقار شخصیت کے حامل انسان تھے۔ انہوں نے اپنے والد گرامی اور بھائی کے زیر سایہ علم و معرفت کی منازل طے کیں۔ تیرہ سال کی عمر میں قرآنی علوم میں دسترس حاصل کی اور "حلیف القرآن" کا لقب حاصل کیا۔ آپ نے دین مبین کی سربلندی کے لیے حجاز، شام اور عراق کا سفر کیا۔

یزید کے بعد امت امامیہ میں اتنا شعور پیدا ہو گیا تھا کہ جب اس کے بیٹے معاویہ بن یزید کو حکومت دی گئی تو اس نے صاف لفظوں میں یہ اعلان کر دیا کہ خلافت روز اول سے غصبی ہے اور مجھے غصبی مال کی کوئی ضرورت نہیں ہے جن لوگوں نے خلافت کو لے کر عیش کیا ہے وہی پروردگار کی بارگاہ میں جواب دہ بھی ہوں گے۔ میں جواب دہی کا ذمہ دار کیوں بنو یہ ہے واقعہ کربلا کا اثر کہ دنیا سمجھتی تھی کہ امام حسین (ع) فنا ہو گئے آل محمد (ص) کا نام مٹ گیا دین الہی بنی ہاشم کا کھیل تماشاً بن گیا۔ لیکن امام حسین (ع) نے آواز دی کہ سرکٹا کر بھی خلافت و حکومت کو اتنا رسوا کر دوں گا کہ بیٹا بھی باپ کی جگہ لینے کے لئے تیار نہ ہو اور گھر کا راز گھر ہی سے کھلے۔ میں نہیں جانتا کہ یزید کا بیٹا کتنا نیک نیت تھا اور اس نے کس خلوص سے یہ اعلان کیا تھا لیکن اتنا جانتا ہوں کہ شہادت امام حسین (ع) اس قدر پر اثر تھی کہ اس نے غیرت دار بیٹے کو باپ کی جگہ لینے سے انکار کرنے پر مجبور کر دیا۔

۶۵ سے ۸۶ ہجری تک عبدالملک بن مروان کی حکومت رہی۔ یہ شخص حکومت سے پہلے بڑا نمازی اور عبادت گزار تھا۔ لیکن جس دن یہ خبر ملی کہ خلافت آپ کے حصے میں آگئی ہے، فوراً قرآن اٹھا کر بند کر دیا اور آواز دی "ہذا فراق بینی و بینک" آج میرے اور تیرے درمیان جدائی ہو گئی۔ اب خلافت قبضہ میں آگئی ہے۔ اب قرآن کی ضرورت نہیں ہے۔ علامہ اقبال کو اسی مقام پر مرثیہ پڑھنا پڑا ہے۔

چوں خلافت رشتہ از قرآن گینخت

حریت راز ہر اندر کام رینخت

جب خلافت نے قرآن سے اپنا رشتہ توڑ لیا تو حریت و آزادی کے کام و دہن میں سوائے زہر کے کچھ نہ رہ گیا۔ میں عرض کروں گا حضرت علامہ!! ابھی کتنے دن گزرے ہیں جب خلافت نے عترت سے کنارہ کشی کی تھی اتنی جلدی قرآن بھی ہاتھ سے نکل گیا۔ اب آپ نے دیکھ لیا کہ قرآن و عترت میں کتنا اتحاد ہے کہ جس سے عترت الگ ہو جاتی ہے اس سے قرآن بھی الگ ہو جاتا ہے۔

یزید کے بعد ہشام بن عبد الملک بادشاہ ہوا اس کا دور حکومت ۱۰۵ ہجری سے ۱۲۵ ہجری تک ۲۰ سال قائم رہا اور جس قدر ظلم کا امکان تھا آل محمد (ص) پر ظلم کیا گیا۔ جناب زید بن علی بن الحسین (ع) کی شہادت اسی کے دور کا المیہ ہے۔ جناب زید امام زین العابدین (ع) کے فرزند تھے۔ ان کی والدہ کا نام حوریہ تھا جنھیں جناب مختار نے امام زین العابدین (ع) کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ زید نے ہشام کے مظالم کے خلاف آواز اٹھائی۔ ابو حنیفہ نے ان کا ساتھ دیا۔ اور ان کی حمایت میں فتویٰ دیا لیکن ہشام نے انھیں امام بنا کر توڑ لیا اور زید کا یہ عالم ہو گیا کہ چالیس ہزار کی فوج میدان جنگ تک صرف ۸۸ نفر رہ گئی۔

جناب زید شہید ہو گئے اور ظالموں نے ان سر کاٹ کر ہشام کے پاس دمشق بھیج دیا۔ وہاں یہ سر صدر دروازے پر معلق رہا۔ اس کے بعد لاش کو سولی دی گئی اور پھر سولی سے اتار کر در کوفہ پر لٹکا دیا گیا۔ اور چار برس تک مظالم کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ لاش کو نذر آتش کر دیا گیا۔ دنیا کہتی ہے کہ واقعہ کربلا میں اتنے مظالم نہیں ہوئے۔ لشکر یزید بھی تو انسان ہی تھا انسان انسان پر اتنا ظلم نہیں کر سکتا لیکن میں کہوں گا کہ کربلا کی بات تو چھوڑیے۔ یہ کربلا کے بعد کا واقعہ ہے۔ جب سارے عالم اسلام کے احتجاج کے بعد اتنا بڑا ظلم ہو سکتا ہے تو پوری دنیا نے اسلام کی بیعت کے بعد کیا نہیں ہو سکتا۔

### ولادت باسعادت

آپ سید الساجدین حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے پرہیزگار اور متقی فرزند ارجمند تھے۔ حضرت زید بن علی کی ولادت باسعادت امام زین العابدین علیہ السلام کے بیت الشرف واقع مدینہ منورہ میں ہوئی۔ ان کی تاریخ ولادت پر مختلف مورخین کے درمیان اختلاف رائے موجود ہے۔ مشہور محقق ابن عساکر نے ان کی تاریخ ولادت ۷۸ ہجری جبکہ ایک اور مورخ محلی ان کی تاریخ ولادت ۷۵ ہجری لکھتے ہیں۔ چند مورخین کے مطابق ان کی تاریخ ولادت ۸۰ ہجری بنتی ہے۔ ابن عساکر نے اپنی کتاب تہذیب تاریخ دمشق الکبیر کی جلد ۶ کے صفحہ ۱۸ پر لکھا کہ آپ کی شہادت ۳۲ سال کی عمر میں سن ۱۲۰ ق میں ہوئی اس حساب سے آپ کا سال ولادت باسعادت ۷۸ھ ہی بنتا ہے۔ لیکن شیخ مفید اپنی کتاب مسار الشیعہ میں ان کا سال شہادت اول ماہ صفر ۱۲۱ھ لکھا۔ مشہور کتاب مسند امام زید جو کہ حضرت زید بن علی کی شرح احوال کے بارے میں ہے اس میں آپ کا سال ولادت باسعادت ۷۶ھ جبکہ سال شہادت ۱۲۲ھ درج ہے۔ اس طرح آپ کی عمر ۳۶ سال بنتی اور زیدی سادات اس کو درست تسلیم کرتے ہیں اور یہی تاریخ قرین قیاس ہے۔

## حضرت زید بن علی کے القابات

شہید  
حلیف القرآن  
زید الازیاد  
عالم آل محمد  
فقیہ اہلبیت

### حضرت زید بن علی شہید (رح) کی زوجہ محترمہ

#### حضرت ریطہ بنت محمد حنفیہ

زید ابن علی نے مولا علی مشککشا، شیر خدا کی پڑپوتی سیدہ ریطہ دختر سیدنا ابو ہاشم عبد اللہ فرزند حضرت محمد حنفیہ بن امام علی سے عقد فرمایا۔ اس طرح ان کا سلسلہ تین واسطوں سے حضرت علی علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ حضرت ابو ہاشم کا شمار اپنے دور کے نامور بزرگوں میں ہوتا تھا۔ وہ سادات علوی اور حضرت علی علیہ السلام کی اولاد تھے۔ سلمان بن عبد الملک مروان کے حکم سے آپ کو بیدردی سے شہید کیا گیا۔ حضرت ریطہ کا شمار خاندان ہاشمی کی معزز اور محترم خواتین میں ہوتا ہے۔ ان کی شہادت کوفہ کے ظالم اور جابر حاکم یوسف بن عمر کے ناپاک ہاتھوں سے ہوئی۔ اس ظالم حاکم نے حکم دیا تھا کہ حضرت زید کی زوجہ محترمہ پر کوڑے برسائے جائیں۔ تاریخ کی کتب میں لکھا ہے کہ اس قدر کوڑے لگائے گئے کہ آپ کا جسم مبارک زخموں سے لہو لہان ہو گیا۔ اس طرح اس شدید زخمی حالت میں ان کو کوفہ شہر سے باہر پھینک آنے کا حکم دیا گیا۔ یوں خاندان بنی ہاشم کی یہ بہادر اور نڈر خاتون اپنے اجداد اور شوہر نادر حضرت زید بن علی شہید کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین حق کی بقا کے لئے شہادت کے رتبہ پر فائز ہوئیں۔

حضرت علی  
امام حسین  
محمد حنفیہ  
امام سجاد  
عبد اللہ  
زید شہید



### شہادت

اس دوران کئی بار علوی سادات نے اپنے اپنے زمانے کی حکومتوں کے ظلم و ستم اور دباؤ کے خلاف تحریکیں شروع کیں لیکن ان کو ہر بار شکست کا منہ دیکھنا پڑا اور آخر کار اس راہ میں اپنی جان کی بازی لگاتے رہے۔ اس وقت کی حکومتوں نے ان کے جان و مال کو پامال کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی۔ قابل ذکر ہے کہ سنہ ۶۱ھ ق کے واقعہ کربلا کے بعد مسلمانوں میں حق پسندی کا جذبہ بیدار ہوا۔ وہ بنی امیہ کی ظالم اور فاسق و فاجر حکومت کے خلاف جدوجہد کے لئے بے تاب رہتے تھے اور جہاں انہیں کوئی رہبر ملتا تھا حکومت کے خلاف تحریک شروع کر دیتے تھے۔ چنانچہ اس جاگداز واقعے کے بعد متعدد انقلابی تحریکیں سامنے آئیں جن میں سرد خزاعی کی قیادت میں تو ابین کی تحریک اور امیر مختار کی قیادت میں خون حسین علیہ السلام کے انتقام کی تحریک کا نام لیا جاسکتا ہے۔ ان تمام انقلابی تحریکوں کا مقصد بنی امیہ کی ظالم حکومت کا خاتمہ کرنا تھا۔ انہوں نے بنی امیہ کے ظلم و ستم کا مقابلہ کرنے اور انقلاب امام حسین علیہ السلام کے ثمرات کے تحفظ کے لئے بنی امیہ کی حکومت کے خلاف تحریک کو جاری رکھا۔ تاریخ میں رقم ہے کہ جب دوران جنگ زید بن علی کے پیشانی پر تیر لگا۔ لوگ ان کو ایک گھر میں اٹھالے گئے اور انہوں نے وفات پائی اس طرح صفر ۱۲۱ھ کو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے فرزند حضرت زید شہید ہوئے۔ تاریخ ابن الوردی میں ہے کہ عراق کے والی یوسف بن عمر ثقفی نے زید شہید کا دھڑ سولی پر چڑھا دیا دشمن کا جذبہ انتقام اتنے ہی پر ختم نہیں ہوا بلکہ دفن ہونے کے بعد ان کی لاش کو قبر سے نکالا گیا اور سر کو جدا کر کے ہشام بن عبد الملک کے پاس بطور تحفہ بھیجا گیا۔ ایک روایت کے مطابق ہشام نے سر زید شہید دس ہزار درہم انعام کے طور پر دیئے اور لاش کو دروازہ کوفہ پر سولی پر آویزاں رکھا گیا۔ تاریخ خمیس میں ہے کہ جب زید شہید کا برہنہ جسم دار پر چڑھایا گیا تو مکڑی نے جالا لگا کر ان کی شرم گاہ کو چھپا دیا۔ اس کے بعد لاش کو سولی سے اتار کر آگ میں جلا دیا گیا اور راکھ کو ہوا میں اڑا دیا گیا۔ جناب زید شہید کی شہادت کے ایک سال بعد ان کے بیٹے یحییٰ ابن زید بھی شہید ہو گئے۔ اصابہ ابن حجر عسقلانی میں بروایت کوکبی سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حکیم بن عیاش کلبی آپ لوگوں کو ہجو کیا کرتا ہے۔ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تجھ کو اس کا کچھ کلام یاد ہو بیان کر۔ اس نے دو شعر سنائے (جن کا حاصل مقصود یہ ہے کہ) ہم نے زید کو شاخ درخت خرمہ پر سولی دیدی حالانکہ ہم نے نہیں دیکھا۔

روایات میں ہے کہ ہشام بن عبدالملک کے حکم پر آپ کا سر مبارک تن سے جدا کیا گیا جب آپ کے سر مبارک کو آپ کے ساتھیوں کے سروں کے ہمراہ پہلے شام اور شام سے مدینہ لایا جا رہا تھا تو مدینہ کے راستے میں اردن میں حجاز اور شام کو متصل کرنے والی قدیم سلطنتی شاہراہ پر واقع موتہ کے شمال میں ۲۲ کلومیٹر کے فاصلے پر قدیم شہر رومی میں واقع قصبہ میں جناب زید شہید کا سر مبارک کے دفن کا مقام ہے جس کا نام "ربہ" ہے جہاں حجاز اور شام کو متصل کرنے والی قدیم سلطنتی شاہراہ گزرتی ہے۔ مزار پر نصب ایک پتھر کی تختی پر کندہ تھا کہ یہ قبر مبارک زید بن علی علیہ السلام بن حسین علیہ السلام بن علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ہے جسے بندہ حقیر سلمان قانونی نے تعمیر کیا۔ یہ پتھر کی سل اب تک شہداء موتہ کے مزارات کے میوزیم میں موجود ہے۔ اس روایت کی مقامی افراد اب تک تصدیق کرتے ہیں۔ معتبر تواریخ بھی اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ آپ کا سر مبارک مدینہ پہنچنے سے پہلے دفن ہوا۔ ان سروں کے دفن ہونے کے بعد یہ مقام مسلمانوں کے مبارک قبرستان میں تبدیل ہو گیا۔ جہاں اب بہت سی شخصیات دفن ہیں۔ مصدق حوالوں کے مطابق فاطمی حکومت کے عہد میں یہاں روضہ تعمیر کیا گیا اور جس کی تجدید عثمانی حکومت کے سلطان سلیمان قانونی نے کی۔

## ۹- حضرت زید بن علی کا مقام و منزلت اور کرامات

شیخ طوسی اپنی کتاب "فہرست" میں عمر بن موسیٰ وجہی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ قرآنی آیات کی تشخیص میں کوئی بھی اس زمانے میں حضرت زید بن علی سے بڑھ کر نہ تھا۔ وہ نہ صرف یہ کہ ایک نامور مفسر قرآن تھے بلکہ صحیفہ سجادیہ کے کاتب اور راوی بھی تھے۔ امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے بقول وہ ایک وہ نہ صرف تقویٰ و علم و فضل کے اعتبار سے بلند مرتبہ تھے بلکہ فہم و فراست کے لحاظ سے اور خوش بیانی کے اعتبار سے بینظیر تھے۔ حضرت زید بن علی نہ صرف یہ کہ زہد، تقویٰ، شجاعت اور سخاوت میں مشہور تھے بلکہ بہادری اور شجاعت میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ علم و دانش آپ کو وراثت میں ملی تھی۔ احکام الہی اور شریعی مسائل پر اس قدر عبور تھا کہ ان کو عالم آل محمد اور فقیہ آل محمد کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ان علمی فضیلت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ خدا زید بن علی پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے وہ نہ صرف راست گو تھے بلکہ احکام الہی پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ جبکہ حضرت امام رضا علیہ السلام کے قول کے مطابق ان کا شمار علماء اہلبیت میں ہوتا تھا۔ امام سجاد (علیہ السلام) نے اپنے والد امام حسین (علیہ السلام) سے اور وہ اپنے بابا امیر المؤمنین سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن علی جیسے مجاہد انسانی تاریخ میں کم ہی نظر آتے ہیں۔ احادیث کا پہلا باضابطہ مجموعہ جو حضرت زید بن علی نے مرتب کیا مسند امام زید کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ کتاب بعد میں عبدالعزیز بن اسحاق بغدادی (م ۳۶۳ ق) کے ذریعے تدوین و تنظیم کی گئی۔ جس کے چودہ ابواب ہیں اور ۶۸۷ احادیث مشتمل ہے۔ اس کا شمار حدیث کی قدیم اور اہم کتب میں شمار ہوتا ہے۔

شانِ زید ابن علی لکھی قلم نے جس دم  
ان کو اسلام کی عزت کا مصاعد لکھ  
پڑھ کے تاریخ نتیجہ یہ نکالا میں نے  
ہر مورخ نے میرے جد کو مجاہد لکھ

## زید بن علی کی کرامات

دشمنوں نے جب آپ کے بدن اقدس کو سولی پر چڑھایا تو یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے کہ آپ کا بدن قبلہ رو موڑ جاتا جتنی بار وہ تبدیل کرتے اتنی بار وہ قبلہ کی طرف ہو جاتا۔  
کتاب امالی میں نقل ہے کہ بلد ہی نامی ایک شخص بلنجر سے جب کو فہ پہنچا اور حضرت زید شہید کے بدن کو سولی پر دیکھ کر ہرزہ سرائی کرنے لگا لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ دونوں آنکھوں سے نایبنا ہو گیا۔

کتاب «المخدرات الوردیہ» میں رقم ہے کہ دو لوگ کناسیہ سے کوفہ پہنچے اور حضرت زید شہید کے بدن کو سولی پر دیکھ کر رگ گئے ایک سولی پر ہاتھ رکھ کر ہرزہ سرائی کرنے لگا جوں ہی ہاتھ اٹھایا تو ہاتھ کے شدید درد میں مبتلا ہو گیا اور کہا جاتا ہے کہ وہ ایک خاص مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا۔

کتاب «المخدرات الوردیہ» میں ہی نقل ہے کہ طایفہ اسدی میں سے عزرمہ نامی ایک شخص حضرت زید شہید کے بدن کو دار پر دیکھ کر ہرزہ سرائی کی اور جسارت کرتے ہوئے آپ کی جسد مبارک پر پتھر پھینکا اسماعیل بن یسمع عامری کے مطابق خدا گواہ موت کے وقت عزرمہ کی آنکھیں دو بلوری شیشوں کی طرح وحشتناک طریقے سے باہر نکلی ہوئیں تھیں۔

حضرت زید شہید کے برہنہ بدن کو سولی پر چڑھایا گیا تو لوگوں نے دیکھ کر حیرت زدہ ہوئی کہ آپ کی شرم گاہ کو مکڑی نے جالالتان کر چھپا لیا۔ جب بھی جلا اتارہ جاتا مکڑی پھر جالا بنا لیتی۔

کتاب «المخدرات الوردیہ» میں ہی نقل ہے کہ ایک خاتون نے جب حضرت زید شہید کے برہنہ بدن کو سولی پر دیکھ کر اپنا نقاب آپ کے برہنہ بدن کی طرف اچھال دیا خدا کے حکم سے آپ کے بدن نے یہ لباس کی صورت پہن لیا۔

حضرت زید شہید کا بدن جو سولی پر لٹک رہا تھا اس کے نگہبان کے مطابق ایک رات خواب میں دیکھا کہ رسول خدا کا اس مقام سے گزر ہوا حضرت زید شہید کے بدن کو دار پر دیکھ کر حیرت سے فرمایا میرے بعد میری اولاد سے کیا یہ سلوک کیا جا رہا ہے۔

اسی کتاب میں ہے کہ جب حضرت زید شہید کے جسد خاکی کو جلا کر فرات کے پانی میں بہایا گیا تو دیکھا کہ ان کے بدن کی راکھ سے ایک نور کا ہالہ چمک رہا ہے۔

## ۱۰۔ حضرت زید بن علی کی تصانیف اور خطبات

علم کلام، فقہ اور حدیث وغیرہ پر آپ کی دس سے زیادہ تصانیف موجود ہیں۔

کتاب «الصفوہ» و مسالہ امامت

مجموع الفقہی

القلہ و الجماعہ

المجموع الحدیثی

تفسیر غریب القرآن

اثبات الوصیہ

قراۃ الخاصہ

قرآنہ جدہ علی بن ابی طالب  
نسک الحج

الصفوہ

اجازت (علیہ السلام) خطبہ لئہ

تاریخ عالم میں طوالت کے لحاظ سے باب مدینۃ العلم کے اٹھائیس اوراق پر مشتمل خطبہ جسے فرزندِ سیدنا امام زین العابدین، حضرت زید شہید نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے، جنہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنی پھپھی معظمہ، عقیلہ بنی ہاشم، سیدہ زینب الکبریٰ سے یہ مقدس الفاظ سنے تھے۔ اس خطبہ کی ادائیگی کے وقت سیدہ خاتون جنت، مستورات کے جھر مٹ میں تھیں، اس لئے اسے خطبہ لئہ کہا جاتا ہے۔

ترجمہ:

حمد و ستائش ہے پروردگار کی اس کی نعمت پر، شکر ہے اس کا ان افکار و معارف پر جو اس نے الہام کئے۔ میں شہادت دیتی ہوں کہ میرے والد محمد، خدا کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ نے انہیں تخلیق جبلت سے بھی پہلے جن لیا اور مبعوث کرنے سے قبل مصطفیٰ کیا اور ظاہر کرنے سے پہلے مسمیٰ کیا، جب تمام مخلوق پردہ غیب میں تھی اور سرا بوجود کے حجاب میں گم تھی اور عدم کے پرلے کنارے پر کھڑی تھی۔ اللہ عزوجل کو تو ان امور کا علم تھا اور اللہ اپنی تقدیر کی تقسیم کو جانتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ عزوجل نے مبعوث کیا تاکہ اس کا امر تمام ہو جائے اور اس کا پختہ ارادہ تھا کہ میں اپنے حکم کو جاری و ساری کر دوں۔

حضرت زید کی عظمت علماء کی کتب میں:

علماء --- کتب

شیخ مفید --- ارشاد

شہید اول --- قواعد

شیخ محمد بن شیخ --- صاحب معالم شرح استبصار

علامہ مجلسی --- مرآة العقول اور بحار الانوار

شیخ حر عاملی --- وسائل (جلد ۲۰) چاپ جدید

شیخ نوری --- خاتمہ «مستدرک»

مامقانی --- تنقیح المقال  
 خزاز قمی --- کفایہ الاثر  
 نسابہ عمری --- المجدی  
 ابن داوود --- رجالش  
 استرآبادی --- رجالش  
 ابن ابی جامع --- رجالش  
 میرزا عبد اللہ آصفہانی --- ریاض العلماء  
 شیخ عبد النبی کاظمینی --- تاملہ الرجال  
 سید محمد جد آیہ اللہ بحر العلوم --- رسالہ اش  
 شیخ ابی علی --- رجالش  
 طبرسی --- اعلام الوری  
 علامہ سید محسن امین --- اعیان الشیعہ  
 آیت اللہ سید ابوالقاسم خوی --- معجم رجال الحدیث  
 آیت اللہ منتظری --- درس خارج فقہ مبحث ولایت فقیہ اور مبانی حکومت اسلامی  
 محدث نوری --- رجال مستدرک الوسائل  
 خزاز قمی --- کفایہ الاثر  
 ابن ابی الحدید معتزلی --- شرح نہج البلاغہ، ج ۱، ص ۳۱۵  
 مرحوم سید علی خان --- نکت البیان  
 قیروانی --- زہر الاداب  
 اردبیلی --- جامع الرواہ  
 سید جلیل علتی بن عبد الحمید نیلی نجفی --- انوار المصنئہ  
 علامہ شہید قاضی نور اللہ شوشتری --- احقاق الحق

شہید اول حضرت زید کے قیام کو اذن امام کے مطابق جانتے تھے۔



## ۱۱- حضرت زید بن علی کا دور اور قیام

اس وقت دمشق میں ہشام بن عبد الملک کی سلطنت تھی۔ اس زمانہ سلطنت میں ملک میں سیاسی خلفشار بہت زیادہ ہو چکا تھا۔ مظالم بنی امیہ کے انتقام کا جذبہ تیز ہو رہا تھا اور بنی فاطمہ میں سے متعدد افراد حکومت کے مقابلے کے لیے تیار ہو گئے تھے، ان میں نمایاں ہستی حضرت زید (رض) کی تھی جو امام زین العابدین علیہ السلام کے بڑے فرزند تھے۔ ان کی عبادت زہد و تقویٰ کا بھی ملک عرب میں شہرہ تھا۔ مستند اور مسلم حافظ قرآن تھے۔ بنی امیہ کے مظالم سے تنگ آکر انھوں نے میدان جہاد میں قدم رکھا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے لیے یہ موقع نہایت نازک تھا مظالم بنی امیہ سے نفرت میں ظاہر ہے کہ آپ زید (رض) کے ساتھ متفق تھے پھر جناب زید (رض) آپ کے چچا بھی تھے جن کا احترام آپ پر ملازم تھا۔ خود ان کی ذات سے آپ کو انتہائی ہمدردی تھی۔ آپ نے مناسب طریقہ پر انھیں مصلحت اندیشی کی دعوت دی مگر اہل عراق کی ایک بڑی جماعت کے اقرار اطاعت و وفاداری نے جناب زید کے اندر کامیابی کی توقعات پیدا کر دیں۔ ہشام بن عبد الملک کے بعد ولید بن عبد الملک پھر یزید بن ولید بن عبد الملک اس کے بعد ابراہیم بن ولید بن عبد الملک اور آخر میں مروان حمار جس پر بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ جب سلطنت کی داخلی کمزوریاں قہر و غلبہ کی چولیں ہلا چکی ہوں تو قدرتی بات ہے کہ وہ لوگ جو اس حکومت کے مظالم کا مدتوں نشانہ رہ چکے ہوں اور جنھیں ان کے حقوق سے محروم کر کے صرف تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہو وہ قفس کی کمزور تتلیوں کی طرح پھڑپھڑانے کی کوشش کریں گے اور حکومت کے شکنجے کو ایک دم توڑ دینا چاہیں گے، سوائے ایسے بلند افراد کے جو جذبات کی پیروی سے بلند ہوں۔ عام طور پر اس طرح کی انتقامی کوششوں میں مصلحت اندیشی کا دامن بھی ہاتھ سے چھوٹنے کا امکان ہے مگر وہ انسانی فطرت کا ایک کمزور پہلو ہے جس سے خاص خاص افراد ہی مستثنیٰ ہو سکتے ہیں۔ بنی ہاشم میں عام طور پر سلطنت بنی امیہ کے اس آخری دور میں اسی لیے ایک حرکت اور غیر معمولی اضطراب پایا جا رہا تھا۔ اس اضطراب سے بنی عباس نے فائدہ اٹھایا۔ انھوں نے آخری دور امویت میں پوشیدہ طریقے سے ممالک اسلامیہ میں ایک ایسی جماعت بنائی جس نے قسم کھائی تھی کہ ہم سلطنت کو بنی امیہ سے لے کر بنی ہاشم تک پہنچائیں گے جن کا وہ واقعی حق ہے۔ حالانکہ حق تو ان میں سے مخصوص ہستیوں ہی میں منحصر تھا جو خدا کی طرف سے نوع انسانی کی رہبری اور سرداری کے حقدار بنا کر بھیجے گئے تھے یہ وہی جذبات سے بلند انسان تھے جو موقع کی سیاسی رفتار سے ہنگامی فوائد حاصل کرنا اپنا نصب العین نہ رکھتے تھے۔

سلسلہ بنی ہاشم میں سے ان حضرات کی خاموشی قائم رہنے کے ساتھ اس ہمدردی کو جو عوام میں خاندان ہاشم کے ساتھ پائی جاتی تھی، بنی عباس نے اپنے لیے حصول سلطنت کا ذریعہ قرار دیا۔ حالانکہ انھوں نے سلطنت پانے کے ساتھ بنی ہاشم کے اصل حقداروں سے ویسا ہی یا اس سے زیادہ سخت سلوک کیا جو بنی امیہ ان کے ساتھ کر چکے تھے۔ بنی عباس میں سے سب سے پہلے محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے بنی امیہ کے خلاف تحریک شروع کی اور ایران میں مبلغین بھیجے جنھوں نے مخفی طریقہ پر لوگوں سے



بنی ہاشم کی وفاداری کا عہد و پیمانہ حاصل کیا۔ محمد بن علی کے بعد ان کے بیٹے ابراہیم قائم مقام ہوئے۔ جناب زید (رض) اور ان کے صاحبزادے جناب یحییٰ (رض) کے دردناک واقعات شہادت سے بنی امیہ کے خلاف غم و غصہ میں اضافہ ہو گیا۔ اس سے بھی بنی عباس نے فائدہ اٹھایا اور ابو سلمہ خلال کے ذریعہ سے عراق میں بھی اپنے تاثرات قائم کرنے کا موقع ملا۔ رفتہ رفتہ اس جماعت کے حلقہ اثر میں اضافہ ہوتا گیا اور ابو مسلم خراسانی کی مدد سے عراق عجم کا پورا علاقہ قبضہ میں آ گیا اور بنی امیہ کی طرف سے حاکم کو وہاں سے فرار اختیار کرنا پڑا۔

سلسلہ بنی ہاشم میں سے ان حضرات کی خاموشی قائم رہنے کے ساتھ اس ہمدردی کو جو عوام میں خاندان ہاشم کے ساتھ پائی جاتی تھی، بنی عباس نے اپنے لیے حصول سلطنت کا ذریعہ قرار دیا۔ حالانکہ انھوں نے سلطنت پانے کے ساتھ بنی ہاشم کے اصل حقداروں سے ویسا ہی یا اس سے زیادہ سخت سلوک کیا جو بنی امیہ ان کے ساتھ کر چکے تھے۔ ۶۳۱ھ میں ابو عبداللہ سفاح بنی عباس کے پہلے خلیفہ کا انتقال ہو گیا۔ جس کے بعد اس کا بھائی ابو جعفر منصور تخت خلافت پر بیٹھا جو منصور دوانقی کے نام سے مشہور ہے۔ سادات پر مظالم یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ بنی عباس نے ان ہمدردیوں سے جو عوام کو بنی فاطمہ کے ساتھ تھیں ناجائز فائدہ اٹھایا تھا اور انھوں نے دنیا کو یہ دھوکا دیا تھا کہ ہم اہلبیت رسول کی حفاظت کے لیے کھڑے ہوئے ہیں چنانچہ انھوں نے رضائے ال محمد ہی کے نام پر لوگوں کو اپنی نصرت و حمایت پر آمادہ کیا تھا اور اسی کو آپنا نعرہ جنگ قرار دیا تھا۔ اس لیے انھیں برسر اقتدار آنے کے بعد اور بنی امیہ کو تباہ کرنے کے بعد سب سے بڑا اندیشہ یہ تھا کہ کہیں ہمارا یہ فریب دنیا پر کھل نہ جائے اور تحریک پیدا نہ ہو جائے کہ خلافت بنی عباس کی بجائے بنی فاطمہ کے سپرد ہونا چاہیے، جو حقیقت میں ال رسول ہیں۔ ابو سلمہ خلال بنی فاطمہ کے ہمدردوں میں سے تھے اس لیے یہ خطرہ تھا کہ وہ اس تحریک کی حمایت نہ کرے، لہذا سب سے پہلے ابو سلمہ کو راستے سے ہٹایا گیا وہ باوجود ان احسانات کے جو بنی عباس سے کر چکا تھا سفاح ہی کے زمانے میں تشدد بنا اور تلوار کے گھاٹ اتارا گیا۔ ایران میں ابو مسلم خراسانی کا اثر تھا، منصور نے انتہائی مکاری اور غداری کے ساتھ اس کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا اب اسے اپنی من مانی کاروائیوں میں لگایا گیا اور صاحب اقتدار شخصیت کی مزاحمت کا اندیشہ نہ تھا لہذا اس کا ظلم و ستم کا رخ سادات بنی فاطمہ کی طرف مڑ گیا۔ مولانا شبلی سیرت نعمان میں لکھتے ہیں، «صرف بدگمانی پر منصور نے سادات علویین کی بیخ کنی شروع کر دی۔ جو لوگ ان میں ممتاز تھے ان کے ساتھ بے رحمیاں کی گئیں۔ محمد ابن ابراہیم کہ حسن و جمال میں گانہ روزگار تھے اور اسی وجہ سے دیب ج کہلاتے تھے زندہ دیواروں میں چنوا دیئے گئے۔ ان بے رحمیوں کی ایک داستان ہے جس کے بیان کرنے کو بڑا سخت دل چاہیے۔

اس وقت دمشق میں ہشام بن عبدالملک کی سلطنت تھی۔ اس زمانہ سلطنت میں ملک میں سیاسی خلفشار بہت زیادہ ہو چکا تھا۔ مظالم بنی امیہ کے انتقام کا جذبہ تیز ہو رہا تھا اور بنی فاطمہ میں سے متعدد افراد حکومت کے مقابلے کے لیے تیار ہو گئے تھے، ان میں نمایاں ہستی حضرت زید (رض) کی تھی جو امام زین العابدین علیہ السلام کے بڑے فرزند تھے۔ ان کی عبادت زہد و تقویٰ کا بھی ملک

عرب میں شہرہ تھا۔ مستند اور مسلم حافظ قرآن تھے۔ بنی امیہ کے مظالم سے تنگ اکر انھوں نے میدانِ جہاد میں قدم رکھا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے لیے یہ موقع نہایت نازک تھا مظالم بنی امیہ سے نفرت میں ظاہر ہے کہ آپ زید (رض) کے ساتھ متفق تھے پھر جناب زید (رض) آپ کے چچا بھی تھے جن کا احترام آپ پر ملازم تھا مگر آپ کی دور رس نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ یہ اقدام کسی مفید نتیجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس لیے عملی طور پر آپ ان کا ساتھ دینا مناسب نہ سمجھتے تھے مگر یہ واقعہ ہوتے ہوئے بھی خود ان کی ذات سے آپ کو انتہائی ہمدردی تھی۔ آپ نے مناسب طریقہ پر انھیں مصلحت اندیشی کی دعوت دی مگر اہل عراق کی ایک بڑی جماعت کے اقرار اطاعت و وفاداری نے جناب زید (رض) اندر کامیابی کی توقعات پیدا کر دیں اور آخر ۱۲۰ھ میں شام کی ظالم فوج سے تین روز تک بہادری کے ساتھ جنگ کرنے کے بعد شہید ہوئے۔ دشمن کا جذبہ انتقام اتنے ہی پر ختم نہیں ہوا بلکہ دفن ہونے کے بعد ان کی لاش کو قبر سے نکالا گیا اور سر کو جدا کر کے ہشام کے پاس بطور تحفہ بھیجا گیا اور لاش کو دروازہ کوفہ پر سولی دے دی گئی اور کئی برس تک اسی طرح آویزاں رکھا گیا۔ جناب زید (رض) کی شہادت کے ایک سال بعد ان کے بیٹے یحییٰ ابن زید علیہ السلام بھی شہید ہو گئے۔ یقیناً ان حالات کا امام جعفر صادق علیہ السلام کے دل پر گہرا اثر پڑ رہا تھا۔ مگر آپ نے جذبات سے بلند رہ کر ان فرائض کو ادا کیا جو قدرت کی جانب سے آپ کے سپرد تھے اور آپ نے شریعت اور معارف اسلامی کی نشر و اشاعت میں نمایاں کام انجام دیا اور مسلسل اس کام میں مشغول رہے بنی امیہ کی حکومت کا آخری دور ہنگاموں اور سیاسی کشمکشوں کا مرکز بن گیا تھا۔ جس کے نتیجے میں تیزی کے ساتھ حکومتوں میں تبدیلیاں ہو رہی تھیں اور اسی لیے امام جعفر صادق علیہ السلام کو بہت سی دنیوی سلطنتوں کے دور سے گزرنا پڑا۔ ہشام بن عبد الملک کے بعد ولید بن عبد الملک پھر یزید بن ولید بن عبد الملک اس کے بعد ابراہیم بن ولید بن عبد الملک اور آخر میں مروان حمار جس پر بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

مظالم بنی امیہ کے انتقام کا جذبہ تیز ہو رہا تھا اور بنی فاطمہ میں سے متعدد افراد حکومت کے مقابلے کے لیے تیار ہو گئے تھے، ان میں نمایاں ہستی حضرت زید کی تھی جو امام زین العابدین علیہ السلام کے بڑے فرزند تھے۔ ان کی عبادت زہد و تقویٰ کا بھی ملک عرب میں شہرہ تھا۔ مستند اور مسلم حافظ قرآن تھے۔ بنی امیہ کے مظالم سے تنگ اکر انھوں نے میدانِ جہاد میں قدم رکھا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے لیے یہ موقع نہایت نازک تھا مظالم بنی امیہ سے نفرت میں ظاہر ہے کہ آپ زید (رض) کے ساتھ متفق تھے پھر جناب زید (رض) آپ کے چچا بھی تھے جن کا احترام آپ پر ملازم تھا مگر آپ کی دور رس نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ یہ اقدام کسی مفید نتیجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس لیے عملی طور پر آپ ان کا ساتھ دینا مناسب نہ سمجھتے تھے مگر یہ واقعہ ہوتے ہوئے بھی خود ان کی ذات سے آپ کو انتہائی ہمدردی تھی۔

قیام کے مقاصد

زید بن علی تاریخ قیام کی تاریخ منگل کی رات اول صفر سال ۱۲۱ قمری تھی۔ تاریخ طبری اور دوسرے مورخین کے مطابق کوفہ کے ۴۰ ہزار افراد نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی جبکہ صرف ۲۱۸ افراد جنگ کے وقت آپ کے ہمراہ تھے۔ حضرت زید نے بڑی جوانمردی سے جنگ کی۔

خاندان پیامبر اور آن کی اولاد پر حکومت وقت کے ظلم ستم کے خلاف  
انتقام خون شہیدان کربلا کے لیے  
خدا اور پیامبر کے احکامات کی ترویج کے لیے  
امر بالمعروف ونہی عن المنکر، و اصلاح وضع جامع مسلمین کے لیے  
حکومت اسلامی کے قیام کے لیے

## ۱۲۔ حضرت زید شہید سے وابستہ شخصیات اور شاگرد

امام زادوں اور سادات کی بڑی تعداد کے علاوہ مندرجہ ذیل شخصیات ہر اچھے اور برے وقت میں آپ کے ساتھ رہیں۔  
ابو حنیفہ جو فقہ حنفیہ کے امام بھی ہیں نے دو سال سے زیادہ عرصہ تک کوفہ میں آپ کی شاگردی اختیار کی اور اسلامی معارف اور علوم حاصل کیے۔

عبداللہ بن شبرمہ بن طفیل۔ جو کہ اس دور کے مشہور قاضی، شاعر، عالم اور محدث بھی تھے۔  
اعمش سلیمان بن مہران کوفی کاہلی۔ کہ اس دور کے مشہور بزرگان شیعہ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔  
سلیمان بن خالد۔ جو کہ امام صادق علیہ السلام کی اجازت سے ان کے ساتھ شامل جہاد ہوئے۔  
منصور بن معتمر۔ علامہ حلی کے بقول وہ اصحاب امام باقر میں سے تھے جو آپ کے ساتھ شامل ہوئے۔  
مسعد بن کدام۔ وہ راویان حدیث میں سے تھے۔

یزید بن ابی زیاد۔ وہ عالم، فاضل اور محدثین میں سے تھے جو آپ کے ہر موقع پر ساتھ رہے۔  
قیس بن ربیع۔ جو دانشمند شخصیت کے حامل تھے۔

ابو حصین، عثمان بن عاصم

حجاج بن دینار۔ جو آپ کے ساتھ شامل رہے۔

ہارون بن سعد عجلی کوفی۔ وہ کوفہ عالم، فاضل بزرگان میں سے تھے۔

۱۱۔ محمد بن عبدالرحمن۔

زید بن حارث بن عبدالکریم امامی. فاضل اور محدثین میں سے تھے جو آپ کے ہر موقع پر ساتھ رہے۔  
 ہلال بن خباب. فاضل قاضی اور محدثین میں سے تھے جو آپ کے ہر موقع پر ساتھ رہے۔  
 ابوباشم زمانی. ان کا نام یحییٰ بن دینار تھا۔  
 ہاشم بن زید. وہ بزرگان شیعہ اور اہل سنت میں سے تھے۔  
 سلمہ بن کہیل. جو دانشمند شخصیت کے حامل تھے۔  
 عبدہ بن کثیر جرمی. جو کہ عراق کے دانشمندوں میں سے تھے۔  
 حسن بن سعد.  
 سفیان ثوری.  
 یحییٰ بن دینار واسطی۔

### حضرت زید شہید کے شاگرد

یحییٰ بن زید  
 محمد بن مسلم (بزرگان اسلام)  
 ابی حمہ ثمالی (اسلام کے بڑے مفکر)  
 محمد بن بکیر (اسلام کے بڑے مفکر)  
 ابن شہاب زہری  
 شعبہ بن حجاج  
 ابوحنیفہ (جو ایک مدت تک شاگرد مکتب علمی امام باقر و امام صادق رہے اور دو سال تک زید بن علی کی شاگردی اختیار کی)  
 سلمہ بن کہیل  
 یزید بن ابی زیاد  
 ہارون بن سعید عجمی  
 ابوباشم بن رمانی  
 حجاج بن دینار  
 آدم بن عبداللہ خثعمی

اسحاق بن سالم  
بسام بن صیرفی  
راشد بن سعد  
زیاد بن علاقہ  
عبداللہ بن عمرو بن معاویہ

### خاندان بنو ہاشم کی شاگرد شخصیات

ابراہیم بن حسن ثنی  
حسن مثلث  
حسین بن علی بن الحسین الشہید  
عبید اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب (علیہ السلام)  
عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی

### ۱۳- زید بن علی اور مسئلہ امامت

زید ابن علی ابن الحسین امام محمد باقر علیہ السلام کے بھائی ہیں اور صلح و محترم شخص ہیں۔ ہمارے ائمہ نے آپ کی اور آپ کے مجاہدانہ اقدام کی تعریف کی ہے۔ بلکہ آپ امام محمد باقر علیہ السلام کی خلافت کے خواہاں تھے، یہ مسلم ہے کہ ہمارے ائمہ نے آپ کی تعریف و توصیف کی ہے اور آپ کو شہید کہا ہے۔ اور یہی ان کی عظمت کے لئے کافی ہے کہ: "مضیٰ والہ شہیداً" وہ شہید ہو کر دنیا سے اٹھے۔ آپ نے خود فرمایا کہ لوگوں کو بتادوں کہ میں بھی اس نکتہ سے غافل نہیں ہوں۔ وہ کہیں شبہ کا شکار نہ ہوں، میں بھی اس مسئلہ کو نہ صرف جانتا ہوں بلکہ اس کا اعتراف و اعتقاد بھی رکھتا ہوں۔ گفتگو کے آخری جملہ میں اسی مطلب کا اظہار ہے کہ میں پورے علم و ارادہ کے ساتھ نیز اپنے بھائی کے حکم سے جہاد کے لئے اٹھ رہا ہوں۔ آپ نے خود فرمایا کہ میرے بھائی امام محمد باقر علیہ السلام نے مدینہ میں مجھ سے فرمایا: "انی اقتل واصلب بالکناسۃ" کہ تمہیں قتل کیا جائے گا اور کانسہ کو فہ پر سولی دی جائے گی۔ "وان عندہ لصحیفۃ فیہا قتلی و صلبی" اور ان کے پاس ایک صحیفہ (کتاب) ہے جس میں میرے قتل کئے جانے اور دارچر چڑھائے جانے کا ذکر ہے۔ شیخ مفید اپنی کتاب ارشاد میں اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ حضرت زید کی امامت کے بارے میں اس طرح وضاحت فرمائی کیونکہ حضرت نے قیام کی دعوت کے وقت فرمایا تھا کہ میں یہ آل محمد کی خوشنودی کے لئے کمر رہا ہوں اس لئے کچھ لوگ غلط فہمی سے آپ کو امام جان لیا جبکہ خود آپ نے خود اپنے بھائی امام باقر علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام کی امامت کا اعتراف اور اقرار کیا تھا۔

آپ کی وفات کے بعد ایک مستقل فرقہ وجود میں آگیا جو زید یہ کہلایا۔ آپ کے ماننے والے امام زین العابدین علیہ السلام کے بعد امام محمد باقر علیہ السلام کی بجائے آپ کو امام مانتے ہیں۔ اس فرقہ کے ماننے والوں کی اب بھی کافی تعداد موجود ہے۔ یہ فرقہ خلافت کو بھی تسلیم کرتا ہے اور امامت کو بھی مانتا ہے۔ یہ حضرت زید بن علی بن حسین علیہ السلام بن علی علیہ السلام بن ابی طالب کے پیروکار ہیں۔ امام کے متعلق بھی ان کا نظریہ کافی حد تک معتدل تھا۔ ان کے نزدیک امامت مخصوص بالوحی نہیں ہوتی بلکہ ہر فاطمی، عالم، زاہد، بہادر، سخی اور حق کے راستہ میں جہاد کی قدرت رکھنے والا امام ہو سکتا ہے اگر وہ مطالبہ خلافت کے لیے سلاطین کے خلاف خروج کی اہلیت رکھتا ہو۔ اس لحاظ سے ان کے ہاں امامت عملی چیز تھی سلبی نہیں۔ خروج کے باب میں آپ کے بھائی محمد باقر اور کئی شیعہ آپ کے ہم خیال نہ تھے۔ امام باقر فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے مذہب کی رو سے تو تمہارے والد بھی امام نہیں کیونکہ انہوں نے کبھی خروج نہ کیا۔ زید یہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکفیر نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اپنے ائمہ کو الوہیت یا رسالت کے منصب پر فائز کرتے تھے۔ تعدد خلفاء کے بارے میں زید یہ کا زاویہ نگاہ یہ تھا کہ دو الگ الگ ملکوں میں دو جداگانہ امام پائے جاسکتے ہیں۔ جبکہ ایک ہی ملک میں دو خلفاء کا وجود ممکن نہیں۔ مرتکب کبائر کے بارے میں یہ اعتزالی ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ کبائر کا مرتکب اگر توبہ نہ کرے تو ابدی جہنمی ہے۔ حضرت زید کے بعد آپ کے بیٹے حضرت یحییٰ کی بیعت کی

گئی۔ حضرت یحییٰ نے بھی ۱۲۵ھ میں خروج کیا پھر جب آپ مقتول ہوئے تو بعد میں عبداللہ ابن حسن کے دونوں بیٹوں محمد اور ابراہیم کی بیعت کی گئی۔ عبداللہ بن حسن امام ابو حنیفہ کے محترم استاد تھے۔ پھر ابراہیم نے عراق میں خروج کیا اور محمد نے مدینہ میں اسی وجہ سے امام ابو حنیفہ کو عراق میں اور امام مالک کو مدینہ میں بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ اگرچہ یہ فرقہ آج تک یمن میں موجود چلا آ رہا ہے مگر خلیفہ ابو جعفر منصور کے دور میں زیرِ عتاب آنے کی وجہ سے یہ فرقہ کمزور پڑ گیا اور دوسرے شیعہ اس پر غالب آ گئے اس لیے یہ اپنی خصوصیات کھو بیٹھے۔ یہ مفضول کی امامت کے عقیدہ سے منحرف ہو گئے اور ان روافض میں شمار ہونے لگے اس سے ان کی عظیم خصوصیت جاتی رہی۔ انتشار کا شکار ہونے سے یہ دو فرقوں میں بٹ گئے۔

۱۔ متقدمین جو روافض میں شمار نہیں ہوتے اور شیخین کی امامت کے قائل ہیں۔

۲۔ متاخرین جو رافضی ہیں اور شیخین کی امامت کو تسلیم نہیں کرتے۔

### ۱۳۔ حسینیت کی عالمی تحریکیں

امام حسین کی شہادت کے بعد ہمارے دیگر ائمہ نے بھی اپنے زمانے کی مصلحتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے، مقتضائے وقت کے مطابق اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ البتہ ائمہ کے فرزندوں اور ان کے شیعوں نے مسلح جدوجہد سے بھی دریغ نہیں کیا، چنانچہ جن لوگوں نے حکام جور اور ظالم حکومتوں کے خلاف مسلح انقلاب پیا کئے ہیں ان کے اسماء اور سن انقلاب کو اختصار کے ساتھ پیش کر رہے ہیں:

### ۱۵۔ یمن کے زیدیہ اور تحریک یمن

یمن کے زیدیہ متقدمین زیدیہ سے بہت قریب ہیں اور وہی عقائد رکھتے ہیں۔ ۲۰۰۳ میں یمنیوں پر کئی بڑے حملے ہوئے اور شیعیان یمن وسائل نہ ہونے کے باوجود دار الحکومت صنعا تک پیش قدمی کر کے جنرل علی عبداللہ صالح کے لئے خطرہ بن گئے تو وہ قطر کی ثالثی سے اپنا وجود بچانے میں کامیاب ہوا۔ یمن جزیرہ نمائے عرب کے انتہائی جنوب میں واقع ہے؛ یہ ملک شمال کی جانب سعودی عرب اور عمان کا ہمسایہ ہے اور مغرب کی جانب سے بحر احمر کے ساحل پر واقع ہے اور اس کے سمندر پار پڑوسی سومالیہ اور ایتھوپیا ہیں جب کہ جنوب اور مغرب کی جانب سے بحر ہند کے کنارے واقع ہے۔ اس ملک کے باشندے حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ہاتھوں مسلمان ہوئے ہیں اور یہ ملک صدر اول سے ہی تشیع کی ترقی و ترویج کا اہم مرکز سمجھا جاتا ہے اور یہاں کے عوام اہل بیت علیہم السلام ولایت اور امامت کی پیروی کے حوالے سے مشہور ہیں۔

صوبہ صعده یمن کے شمال میں واقع ہے اور سعودی سرحد پر واقع ہے؛ یہ ایک کوہستانی علاقہ ہے جو دار الحکومت صنعا سے ۲۳۳ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس صوبے کی آبادی کی اکثریت زیدی اہل تشیع پر مشتمل ہے۔ یمن ۱۹۹۰ تک شمالی اور جنوبی یمن کی صورت میں دو حصوں میں بٹا رہا اور ۱۹۹۰ میں شمالی اور جنوبی یمن متحد ہوئے اور ۱۲ سال تک شمالی یمن کی صدارت کے عہدے پر براجمان رہنے والے جنرل علی عبداللہ صالح یمن کی تعمیر و ترقی کا نعرہ لگا کر متحدہ یمن کا تاجیات صدر بن بیٹھا۔ اس زمانے سے یمن میں ترقی کا عمل تو درکنار، یہ ملک متعدد بحرانوں سے دوچار رہا اور بڑی طاقتوں نے جنرل صالح کو بار بار اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا مگر کبھی یمن کی دستگیری کے لئے کسی نے بھی ہاتھ نہیں بڑھایا اور جنرل صالح کو بار بار اپنے مقاصد کے لئے ساتھ بیٹھ کر کے عیاشی کے مزے لوٹ کر اپنی مملکت ویراں میں بھی بادشاہوں کی سسی زندگی گزارتا رہا مگر اس کی خوشیاں عرب کانفرنس ہالوں اور صنعا کے صدارتی محل کی چار دیواری تک محدود رہیں۔ یمن میں کوئی بھی سنجیدہ ترقیاتی منصوبہ نافذ نہیں ہوا اور ملک روز بروز غریب سے غریب تر ہوتا گیا اور یمنی آمر نے شمالی اور جنوبی یمن کے شافعی اور شیعہ باشندوں کو حقوق سے محروم کر کے صنعا اور اس کے نواح کے مسائل حل کرنے کی کوشش کی مگر صنعا بھی یمن ہی کا شہر تھا اور غربت ملک پر غالب تھی چنانچہ صنعا کا چہرہ بھی تبدیل ہونے سے قاصر رہا۔

یمن کی ۳۲ فیصد آبادی اہل تشیع پر مشتمل ہے اور اہل تشیع زیدی، اسماعیلی اور اثنا عشری مکاتب میں بٹے ہوئے ہیں۔ اہل تشیع کی اکثریت زیدیوں پر مشتمل ہے۔ اہل تشیع کو خاص طور پر بنیادی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے اور متحدہ یمن کی تشکیل کے بعد ان کے مسائل و مشکلات میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔ مثلاً:

شیعیان یمن اپنے دینی مدارس کی تعمیر اور اپنے مذہب کے مطابق تعلیم و تربیت کا حق نہیں رکھتے۔  
 شیعیان یمن کو ہر بہانے سے گرفتار کر کے اذیت خانوں میں منتقل کیا جاتا ہے اور ان کے علماء کو قسم قسم کے آزار و اذیت کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

اہل تشیع، خاص طور پر علمائے شیعہ کو عید غدیر اور دیگر دینی مراسمات منانے سے زبردستی روکا جاتا ہے  
 اہل تشیع کے مقدسات کی سرکاری طور پر توہین کی جاتی ہے اور نہج البلاغہ، صحیفہ سجادیہ اور دینی و فقہی احکام کے رسالے علی الاعلان نذر آتش کئے جاتے ہیں۔

اہل تشیع کو اذیت و آزار پہنچانے، ان کے مقدسات کی توہین کرنے اور انہیں دینی اعمال و عبادات سے روکنے کے عمل میں یمنی آمریت ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔

شیعیان یمن کی اکثریت زیدیوں پر مشتمل ہے اور زیدی مذہب شیعہ، حنفی، اور معتزلی افکار کا آمیزہ ہے لیکن زیدیوں کی فقہ کے ۹۰ فیصد تک مسائل اثنی عشری جعفری فقہ کے ساتھ مشترک ہیں۔ زیدی پنجتن آل عبا علیہم السلام کی عصمت، امیر المؤمنین علیہ



السلام کی خلافت بلا فصل، امام حسین علیہ السلام کے فرزندوں کی امامت اور آخر الزمان کے نجات دہندہ حضرت امام زمانہ (عج) پر راسخ ایمان و عقیدہ رکھتے ہیں۔ یمن کی کل آبادی تقریباً دو کروڑ کے لگ بھگ ہے اور ملک کی اکثریتی آبادی سنی مسلمانوں کے شافعی مذہب کے پیروکاروں پر مشتمل ہے اور دوسرے درجے پر زیدی شیعہ ہیں جن کی آبادی ۲۵ فیصد ہے جبکہ اثنی عشری شیعیان اہل بیت (ع) مذہبی اقلیت ہیں جو محرومیت کے لحاظ سے پہلے رتبے پر ہیں۔ شیعیان اثنی عشری صوبہ صعہہ اور دار الحکومت صنعا میں سکونت پذیر ہیں۔ حیرت کی بات ہے کہ اثنی عشری معاشرتی محرومیوں کے باوجود علمی لحاظ سے ترقی یافتہ ہیں اور یمن کے اکثر علماء، دانشوروں، اساتذہ، اور اطباء و مہندسین (انجینئرز) کا تعلق اثناعشری مکتب سے ہے اور سرکاری یونیورسٹیوں کے اکثر اساتذہ بھی اثناعشری ہیں۔

یمن کے اہل تشیع میں سے پچاس لاکھ سادات ہیں جو مجموعی طور پر ۲۰۰ خاندانوں پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے ۹۰ فیصد حسنی سادات اور ۱۰ فیصد حسینی سادات ہیں۔ الحوثی گروہ زیدیوں پر مشتمل ہے جو شمالی یمن کے صوبہ صعہہ میں سکونت پذیر ہیں؛ یہ لوگ بدرالدین حوثی سے منسوب ہیں اور حوثی کے نام سے مشہور۔ حوثی گروہ ۱۹۸۰ کی دہائی میں تشکیل پایا ہے اور اب تک اپنے حقوق کے حصول کی خاطر چھ مرتبہ تباہ کن حملوں کا نشانہ بنا ہیں۔ حوثی گروہ دینی و سیاسی سرگرمیوں سے محرومی، زیدیوں کے عقائد اور ان کی تہذیب کے خاتمے کی سرکاری کوششوں سمیت یمنی آمر کی جانب سے صوبہ صعہہ میں تعمیر و ترقی کے عمل کی مخالفت پر معترض ہے۔

جنرل علی عبداللہ صالح ۱۲ سال تک شمالی یمن کا صدر تھا اور ۱۹۹۰ میں شمالی اور جنوبی یمن کے اتحاد کے بعد سے اب تک (۱۹ سال کے عرصے سے) متحدہ یمن کا صدر ہے۔ صدر کو ملک کی تعمیر و ترقی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور اس نے چند سال قبل امریکہ اور سعودی بادشاہت کے ساتھ بعض قراردادیں منعقد کی ہیں جس کے بعد اس نے اعلان کیا کہ حوثی گروہ کی سرکوبی کے لئے فوجی کارروائی کے لئے بھی تیار ہیں اور وہ صعہہ میں حوثیوں کو کچل دیں گے۔ ویسے تو جنرل علی عبداللہ صالح کا دعویٰ ہے کہ وہ خود زیدی شیعہ ہے مگر اس کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بعثی ہے شیعہ و سنی سب کو یکساں طور پر کچل ڈالنے پر مصر نظر آتا ہے اور اس کا بھی کوئی عقیدہ نہیں ہے۔ جنرل صالح کی پوری کوشش رہی ہے کہ شمالی یمن میں سماجی ڈھانچہ تبدیل کر کے شیعہ اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دے۔ انقلاب اسلامی کی کامیابی کے بعد دیگر عرب ممالک کی طرح یمن میں بھی اثناعشری مکتب کے پیروکاروں کی آبادی میں بہت اضافہ ہوا اور اس زمانے کے بعد زیدی اور اثنی عشری اہل تشیع کے درمیان اتحاد و اتفاق قائم و دائم ہے اور "وحدت شیعیان جزیرہ" نامی تنظیم زیدی اور اثنی عشری اہل تشیع کی سرگرمیوں کو ہماہنگ کرتی ہے اور اتحاد کی حفاظت کرتی ہے۔ زیدیوں کا عقیدہ ہے کہ ہر زمانے میں حکومت کا حق صرف حسنی اور حسینی سادات کا ہے اور ان کے سوا کوئی بھی حاکم غاصب

تصور کیا جاتا ہے۔ یمن کے اہل تشیع کے پاس ذرائع ابلاغ تک رسائی کے وسائل بھی نہیں ہیں اور ریڈیو ایران کی عربی سروس ان کو بیرونی دنیا سے باخبر رکھتی ہے اور وہ اتنی بڑی آبادی کے باوجود عید غدیر اور محرم الحرام کے

### حضرت زید بن علی کی اولاد

\* ۱- حسین بن زید (ذوالدمع یا ذی العبرہ)

\* ۲- محمد بن زید

\* ۳- عیسیٰ بن زید (موتم الاشبال)

\* ۴- یحییٰ بن زید (سیف الاسلام)

## ۱۶۔ عیسیٰ (موتم الاشبال) بن زید

عیسیٰ بن زید جو کہ موتم الاشبال کے لقب سے مشہور تھے۔ ان کی کنیت یحییٰ اور ابو الحسن تھی۔ وہ ۱۰۹ ق کو شام میں پیدا ہوئے۔ ان کی ولادت کے بارے میں لکھا گیا کہ جب حضرت زید خلیفہ ہشام کے دور میں اپنی ذوجہ محترمہ جن کا نام سکن تھا اور ان کا تعلق نوبہ سے تھا ان کے ہمراہ مدینہ سے شام کے سفر پر جا رہے تھے راستے میں ایک عیسائی راہب کی عبادت گاہ کے نزدیک قیام کیا۔ اسی رات عیسیٰ بن زید کی ولادت ہوئی۔ اتفاق سے وہی دن حضرت عیسیٰ عیلمہ السلام کے ولادت کا تھا۔ اسی مناسبت سے آپ کا نام عیسیٰ رکھا گیا۔ اس دور علماء کے مطابق آپ اپنے دور کے بڑے دانشمند، عظیم عالم، متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ وہ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ ان کے چند اشہار کا تذکرہ کتاب "معجم شعراء الطالبيين" میں ملتا ہے۔ ان کا شمار روایان حدیث و فرامین معصومین میں ہوتا ہے جن کو انہوں نے حضرت امام جعفر صادق عیلمہ السلام کی تربیت سے حاصل کیا۔ والد کی شہادت کے وقت وہ صرف بارہ سال کے تھے۔ خلیفہ منصور عباسی کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے کوفہ میں گمنامی اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کی یہاں تک کہ منصور کی موت کے بعد اور اس کے بیٹے مہدی اور پوتے ہادی عباسی کے دور میں گوشہ نشینی میں مختلف مشاغل میں گزر بسر کی۔ تاکہ سقائی کا کام انجام دیا۔ آپ کی ذوجہ کا نام خدیجہ تھا جو علی بن عمر بن علی بن الحسین علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔

ابن علاق صیرفی و دیگر (حاضر)، و سوم صباح زعفرانی، و چہارم حسن بن صالح آپ کے خاص اصحاب میں سے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد جبکہ حسن بن صالح بھی فوت ہو چکے تھے۔ صباح زعفرانی آپ کے بچوں احمد اور زید کو بغداد لے گئے۔ صباح زعفرانی نے خلیفہ مہندی سے ان بچوں کے حق میں امان طلب کی۔ اس طرح ان بچوں دربار میں پیش کیا اور خلیفہ مہندی نے ان کی کفالت کی۔

### خدمات:

شیخ طوسی نے بہت سی روایات اپنے رسالہ "تہذیب" میں عیسیٰ بن زید سے نقل کیں ہیں بہت سی احادیث اور روایات ایسی ہیں جن کو حضرت امام جعفر صادق عیلمہ السلام نے ان کو تعلیم فرمائی۔ جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اولاد حضرت زید اپنے والد ماجد کی طرح امامت کے منصب اور عترت کے نہ صرف قائل تھے بلکہ ان کا پورا احترام کرتے تھے اور احکامات کے سلسلے میں معصومین عیلمہ السلام سے رجوع کرتے رہے۔

### کنیت: (ابو یحییٰ)

لقب: (موتم الاشبال)

نازم بہ این شرف کہ ز آل پیغمبرم  
 آنم کہ نی بہ ناخن شیر فلک کنم  
 داند صاحبان بسیرت بہای من  
 تب از ہر اس حربہ من شیر شرزہ ر  
 ثبت است مہر خاص نبوت  
 فرزند ارشد اسد اللہ صفدرم  
 لعل ثمین زید شہید است گوہرم  
 یاد از سلاح موتم الاشبال خجرم  
 (کلیات فارسی آزاد، ص ۱۸۵)

اس دور کے لوگوں نے آپ کو موتم الاشبال یعنی خونخوار شیر کے بچوں کو یتیم کرنے والا لقب دیا اس لقب کی وجہ یہ تھی کہ جب آپ جنگ بصرہ سے فارغ ہو کر کوفہ کی جانب روانہ ہوئے تو راستے میں ایک خونخوار شیر نے آپ پر حملہ کر دیا۔ عیسیٰ نے شجاعت علوی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شیر کا جو انہر دی سے مقابلہ کیا اور ہمیشہ کے لیے اس کا خاتمہ کر کے لوگوں کو اس کے خوف اور ظلم سے نجات دلائی۔ علاقے کے لوگوں نے اس خطرناک شیر کی ہلاکت کی خبر سن کر اطمینان اور خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ کیا ہمارے آقا نے جرات سے خونخوار شیر کے بچوں کو یتیم کر دیا۔ آزاد ایک قصیدہ میں بیان کرتا ہے:

گرچہ باشد موتم الاشبال عیسیٰ جد من  
 عیسیٰ جان بخش شیر انم بآد نفس

آپ نے فرمایا انا موتم الاشبال اس طرح اس دن کے بعد آپ کو اسی نام اور لقب سے یاد کیا جاتا رہا۔ یموت بن مزرع شاعر اہل بیت علیہ السلام اور اس طرح شمیٹی جو ایک معروف شاعر امامیہ تھے اور جنہوں نے حضرت زید کے ساتھ قیام کیا تھا نے اپنے اشعار میں آپ کو اسی لقب سے یاد کیا۔

سن ظلم الامام للناس زید

ان ظلم الامام ذو عقال

و بنوا لشیخ و القلیل بفتح

بعد یحییٰ و موتم الاشبال

## اولاد:

روایت میں ہے کہ آپ کے چار بیٹے تھے۔  
حسن بن عیسیٰ جو اپنے والد کی زندگی میں وفات پا گئے  
حسین بن عیسیٰ جنہوں نے حسن بن صالح کی بیٹی سے شادی کی اور کوفہ میں زندگی گزاری۔ جن کے بیٹے زید ان کے بیٹے عیسیٰ۔  
ان کے بیٹے حسن تھے۔

احمد (محمد) بن عیسیٰ چون (وفات ۲۳۷ق) جو خلیفہ مہدی عباسی کے دور میں آخری وقت تک مدینے میں گوشہ نشین رہے۔ ان کی والدہ کا نام خدیجہ تھا جو علی بن عمر بن علی بن الحسین علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ جن کے بیٹے علی کا مزار شہر ری تہران میں ہے۔  
زید بن عیسیٰ جو مدینے میں گوشہ نشین تھے انہیں ہارون رشید کے جاسوسوں نے گرفتار کر کے زندان ہارون میں ڈال دیا گیا۔ انہوں نے تیس مرتبہ پیدل خانہ خدا کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ محمد اور علی ان کے بیٹوں میں شامل تھے۔ جب کہ علی کے بیٹے یحییٰ کا مزار شیراز کے نواع میں واقع ہے۔ آپ کے بیٹے کے علی بن احمد کے مطابق وہ کے خلیفہ متوکل کے دور میں ۲۳ رمضان ۲۳۷ھ کو بصرہ میں وفات پا گئے۔

آپ نے دشمنوں سے اپنی سیادت کو چھپایا ہوا تھا آپ سے ایک غیر سید نے دختر کا رشتہ طلب کیا تو آپ نے جواب میں جو دعا فرمائی۔۔۔۔۔ اس کا منظوم ترجمہ یہ ہے

اے خدا اے حافظِ آلِ محمدِ ربِّ کل  
طلخ ایمن سے مرا نخل سیادت کم نہیں  
ہم مظاہر ہیں تری تقدیس اور تحریر  
تیری عظمت کی نمائندہ سیادت کی جہیں  
وقف تسلیم و رضا رہنا ہماری فصل گل  
لذتِ آلام، خاطر میں ہماری آنکلیں  
آج ٹوٹا ہے مرے سر پر نیا کوہِ الم  
جس کو یہ میری سیادت اب اٹھا سکتی نہیں  
ایک سید کی طرح رہنا مجھے دشوار ہے  
تنگ ہے اب تو سیادت کیلئے تیری زیں  
مصلحت تھی وقت کی میرا یہ اخفائے نسب



## شجرہ مبارکہ خاندان نور بخش

سید حبیب و الشریف النسب حضرت السید میران بیگ بن حضرت سید سرخوش بیگ بن حضرت شاہ امام قلی خان بن حضرت سید (آتش بخش) معروف بہ آتش بیگ بن سید جلیل و الطاهر عارف باللہ حضرت سید محمد بیگ مشہور بہ نور بخش بن حضرت سید شاہ ابراہیم معروف بہ شاہ و یسقلی بن سید سلطان بن سید عیسیٰ بن سید قنبر شاہو بن سید خضر بن سید نور الدین بن سید صدر الدین بن سید عمرویہ بن سید ابی العباس احمد بن سید عیسیٰ مومت الاشبالی بن سید یحییٰ بن سید الحسین ذی الدمعہ بن حضرت سید زید الشہید بالکوفہ بن حضرت الامام زین العابدین (ع) علی بن الحسین (ع) بن علی بن ابی الطالب علیہم السلام

### ۱۷- یحییٰ بن زید شہید

زید شہید ابن علی نے مولا علی مشکل کشا، شیر خدا کی پڑپوتی سیدہ ریطہ دختر سیدنا ابو ہاشم عبد اللہ فرزند حضرت محمد حنیفہ بن امام علی سے عقد فرمایا اور "صاحب سیف و قلم" سیدنا یحییٰ بن زید، ۱۰۷ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ روحانی کمالات و معنوی جمالات کے ساتھ ساتھ شجاعت حیدر کزار کے بھی وارث تھے۔ ایران کا شہر تنکا بن جو کہ بعد میں صوبہ گیلان کا حصہ بن گیا اور جس کی حدود چالوس تک جا ملتی ہیں وہاں دوسری صدی ہجری کے آغاز تک یہاں کے لوگوں کا مذہب زرتشتی تھا۔ عرب خلفاء عمر بن العلاء (۱۵۷-۱۳۵ھ) کے دور میں لوگ اسلام کی طرف مائل ہوئے اور سیدنا یحییٰ بن زید نے مذہب حقہ کی ترویج کی۔ صفوی (شاہ عباس اول) حکومت کے دور میں جو زید یہ فرقہ کی طرف مائل تھے امامیہ کی طرف راغب ہوئے۔

### اولاد:

ان کے بیٹوں میں علی اور عمر تھے۔ علی کے بیٹے اسمعیل جب کہ عمر کے بیٹے محمد اور ان کے بیٹے حسین اور قاسم تھے۔ مشہور صوفی گیسو دراز یا دراز گیسو جن کی اولاد سے تھے۔

سید محمد ابن سید علی ابن سید مصطفیٰ (جد رئیس) ابن سید احمد ابن میر حیدر (جد رئیس) و میر حیدری و بنی کریمی و میر کریمی (ابن نصر اللہ) (جد قسمت اعظم طائفہ) ابن میر کریم (جدل طائفہ موجود) ابن سید علی ابن میر کریم ابن سید علی ابن سید عظیم ابن سید میر کریم (مدفون در گرم حیدر آباد) ابن سید علی (وی نقطہ اتصال سادات میر کریم و گیسو دراز یا دراز گیسو و فرزند یوسف و یوسف نیز فرزند سید علی) ابن محمد ابن یوسف ابن حسین ابن محمد ابن علی ابن حمزہ ابن داوود ابن زید ابن جندی ابن حسین ابن فدان ابن محمد الماکبر ابن عمرو ابن یحییٰ ابن ذی الدمعہ (یحییٰ ابن زید مدفون در گنبد کاووس) ابن زید ابن زین العابدین (ع) ابن الحسین (ع) ابن علی (ع) و فاطمہ بنت رسول اللہ (ص)۔

## لقب

علی کا گھر بھی وہ گھر ہے کہ اس گھر کا ہر اک بچہ جہانپیدا ہوا، شیرِ خدا معلوم ہوتا ہے۔ سیدنا یحییٰ بن زید نے اپنی انتہائی مختصر زندگی اہدافِ اسلامی کے دفاع اور دشمنانِ دینِ خدا کے ظلم و ستم گمری کے خلاف نبرد آزارہتے گزار دی اور اپنے عظیم الشان والد کے نقش قدم اپناتے ہوئے شہادت پائی۔ آپ اہل علم میں ”سیفِ الاسلام“ کے لقب سے جانے جاتے ہیں۔ حضرت یحییٰ بن زید کی دلیری اور بہادری کے باعث اموی حکمرانوں کی نیندیں حرام ہو گئیں اور عمالِ حکومت جو تمام سلطنت میں خیانت، خونریزی اور اموالِ مسلمین ہتھیانے کے ماہر تھے آپ کے وجود سے خوف کھانے لگے۔

## شہادت

آپ نے دشمنانِ اسلام، بنی امیہ کی حکومت کی بنیادیں متزلزل کر دیں۔ حیدری خون، قصرِ سفیانیت فتح کرنے لگا۔ آپ نینوا سے مدائن اور مدائن سے خراسان تشریف لے گئے۔ قیامِ خراسان کے دوران آپ نے کچھ دلیرانہ معرکوں کے بعد اپنے اثر و رسوخ قائم کر لیا اور حضور نبی کریم کے افکار و سیرتِ عالیہ کو اہل خراسان میں پھیلانا شروع کیا۔

اہل خراسان میں آپ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت دیکھ کر دشمنانِ اسلام اور منافقین کو آپ کا وجود مسعود سنگین ترین خطرہ محسوس ہوا اور اس خطرے کے پیش نظر والی اہرات، نصر بن سيار اور والی اہل خراسان سلم بن احوذ مازنی نے آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ کے جانثار ساتھی داد شجاعت دیتے شہید ہوتے گئے اور بالا آخر بروز جمعہ، ۱۲۵ ہجری اپنے دادا سیدنا امام عالی مقام، امام حسین کے وقت شہادت، بوقتِ عصر خراسان اور ہرات کے درمیان واقع جوزجان میں، کپٹی پر تیر لگنے کے باعث آپ کی شہادت ہو گئی۔ حضرت زید شہادت سے قبل بار بار یہ شعر پڑھتے تھے،

”ہم اپنی جانوں کو ہیچ سمجھتے ہیں اور جنگ کے روز جانوں کو ہیچ سمجھنا ہی ان کے حق کا پورا کرنا ہے“

دشمن کا جذبہ انتقام اتنے ہی پر ختم نہیں ہوا بلکہ دفن ہونے کے بعد ان کی لاش کو قبر سے نکالا گیا اور سر کو جدا کر کے ہشام کے پاس بطور تحفہ بھیجا گیا اور لاش کو دروازہ کوفہ پر سولی دے دی گئی اور کئی برس تک اسی طرح آویزاں رکھا گیا۔ اہل خراسان کے ہاں ایک سال تک جو بچہ پیدا ہوتا اس کا نام یحییٰ یا زید رکھا جاتا۔ بلاشبہ یہ سیفِ الاسلام، سیدنا یحییٰ بن زید شہید کا امت مسلمہ پر احسانِ عظیم ہے کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کے نورانی تبرکات و ملفوظات کو عام فرمایا اور ان کی خاطر صرف اٹھارہ برس کی عمر میں شہید ہو کر سولی چڑھا دینے لگے۔



آپ نے صرف اٹھارہ برس حیات دنیا پائی اور ان اٹھارہ برسوں میں کمالاتِ سیادت کے وہ جواہر صفحات تاریخ کی نظر کئے کہ مؤرخ ان کے بدل پیش کرنے سے قاصر ہے۔ بعد شہادت آپ کے جسد اطہر کو سولی پہ چڑھا دیا گیا اور سر اقدس کاٹ کر ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان کے پاس دمشق بھیج دیا گیا۔ آپ کا سر اقدس، سر حسین کی مانند دمشق کے بازاروں سے ہوتا مدینہ پہنچا جہاں آپ کی مقدس والدہ معظمہ کی گود اطہر میں پھینک دیا گیا۔ ام المصائب کی وارث نے آپ کے سر اقدس کو جنت البقیع میں دفن کیا۔

آپ کا تن اقدس کئی سال سولی پہ رہا اور اس میں ذرہ بھر بھی تغیر و تبدل نہیں ہوا۔ ابو مسلم خراسانی نے آپ کو سولی سے اتار کر غسل و کفن دیا اور آپ کے بے سربدن کو نہایت احترام سے سپرد لحد کر دیا۔ آپ کے بدن اطہر سے کئی سال گزرنے کے بعد بھی خوشبو نے مصطفیٰ آتی تھی جو آج بھی آپ کے روضہ اطہر کی زیارت کرنے والے عارفین محسوس کرتے ہیں۔ آپ کی نورانی بارگاہ مستجاب الدعوات ہے اور ایران کے شہر، مشہد مقدس سے نصف گھنٹے کی مسافت پر گاؤں ”مے امی شریف“ میں جلوہ نما ہے۔ انوارِ سجادیہ و زیدیہ کی یہ درگاہ ہزاروں زائرین کا مرکز ہے اور جگر گوشہ زین العابدین کا بے سربدن انوارِ الہیہ کے نزول کا منبع ہے۔

### خدمات

آپ اہل علم میں ”سیف الاسلام“ کے لقب سے جانے جاتے ہیں۔ سیف الاسلام، حضرت یحییٰ بن زید کی دلیری اور بہادری کے باعث اموی حکمرانوں کی نیندیں صرام ہو گئیں اور عمالِ حکومت جو تمام سلطنت میں خیانت، خونریزی اور اموالِ مسلمین ہتھیانے کے ماہر تھے آپ کے وجود سے خوف کھانے لگے۔ آپ نے دشمنانِ اسلام، بنی امیہ کی حکومت کی بنیادیں متزلزل کر دیں۔ حیدری خون، قصر سفینیت فتح کرنے لگا۔ آپ نینوا سے مدائن اور مدائن سے خراسان تشریف لے گئے۔ قیام خراسان کے دوران آپ نے کچھ دلیرانہ معرکوں کے بعد اپنے اثر و رسوخ قائم کر لیا اور حضور نبی کریم کے افکار و سیرتِ عالیہ کو اہل خراسان میں پھیلانا شروع کیا۔ شریعت محمدی کی روح اور حقیقی اسلام کی ترویج و اشاعت کی وجہ سے اس دور کے ظالم و جابر حکمرانوں نے خاندانِ اہلبیت پر ظلم و ستم کا سلسلہ جاری رکھا۔ سانحہ کربلا کے بعد بنو ہاشم ایک عرصہ تک اس کش مکش سے الگ رہے۔ امام سجاد علیہ السلام جنہوں نے کربلا کے لرزہ خیز واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے وہ اس آرزو سے قطعاً لاتعلق رہے۔

### امت پر احسانِ عظیم:

متوکل ابن ہارون کا کہنا ہے کہ میں نے امامزادہ یحییٰ بن زید سے خراسان میں ملاقات کی اور سلام عرض کیا۔ آپ نے پوچھا۔ ”تم کہاں سے آرہے ہو؟“ میں نے کہا حج سے واپس آ رہا ہوں۔ آپ نے اپنے اعزاء، چچا زاد بھائیوں کے حالات دریافت کئے جو مدینہ

منورہ میں تھے اور بہت دیر تک چھٹے تاجدار امامت سیدنا امام جعفر صادق کے حالات دریافت فرماتے رہے۔ آپ نے عنقریب اپنے شہید ہو جانے کے متعلق بیان فرمایا:

اللہ جس بات کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس بات کو چاہتا ہے نقش کر دیتا ہے اور اس کے پاس لوح محفوظ ہے۔  
پھر فرمایا،

”اے متوکل! اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے ذریعے اس دین کو تقویت پہنچائی اور ہمارے حصے میں علم اور تلوار آئی ہے۔“  
آپ نے زمین میں آنکھیں گاڑیں اور پھر سر اٹھایا اور فرمایا،

”علم سے تو ہم سب ہی بہرہ مند ہیں۔ کیا تم نے میرے ابن عم حضرت امام جعفر صادق کے افادات لکھے ہیں؟“  
میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ فرمایا، ”جو کچھ لکھا ہے مجھے دکھاؤ۔“ میں نے مختلف علوم کے سلسلے میں حضرت کے ارشادات دکھائے اور ایک دعا بھی دکھائی جو حضرت نے مجھے لکھوائی تھی اور فرمایا تھا کہ میرے والد بزرگوار محمد ابن علی الباقر نے مجھے لکھوائی تھی اور فرمایا تھا کہ یہ دعا میرے والد علی بن الحسین کی ادعیہ ”صحیفہ کاملہ“ میں سے ہے۔  
یحییٰ نے اسے آخر تک دیکھا اور فرمایا،

”میں تمہیں دعاؤں کا ایک صحیفہ دکھاؤں گا جو میرے پدر بزرگوار نے اپنے والد بزرگوار سے یاد کی تھیں اور مجھے میرے والد نے ان کے محفوظ رکھنے کی ہدایت کی تھی کہ نا اہل لوگوں سے انہیں پوشیدہ رکھوں۔“  
متوکل نے اٹھ کر آپ کے سر اقدس کو بوسہ دیا اور عرض کیا۔ ”خدا کی قسم! اے فرزند رسول، میں آپ کی دوستی و اطاعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پرستش کرتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ وہ میری زندگی اور میرے مرنے کے بعد آپ کی محبت و دوستی کی وجہ سے سعادت و نیک بختی بخشے۔“

اس کے بعد سے ایک صندوقچہ طلب کیا اور اس میں سے ایک مقفل و سبز بہر صحیفہ نکالا۔ اس مہر کو دیکھا تو اسے بوسہ دیا اور گریہ فرمایا۔ پھر اس کی مہر توڑی، قفل کھولا اور صحیفہ کو پھیلا کر اپنی آنکھوں سے لگایا اور چہرے پر ملا اور فرمایا:

”اے متوکل! خدا کی قسم! اگر میں شہید نہ کیا جاتا اور سولی پہ نہ لٹکایا جاتا تو میں ہرگز یہ صحیفہ تمہارے حوالے نہ کرتا۔ میں ڈرتا ہوں کہ یہ علمی ذخیرہ بنی امیہ کے ہاتھ لگ جائے اور وہ اسے چھپا ڈالیں اور اپنے خزانوں میں صرف اپنے لئے ذخیرہ کر لیں۔ لہذا تم اسے اپنے پاس رکھو اور میری جگہ اس کی حفاظت کرو اور منتظر رہنا اور اس صحیفہ کو اپنے پاس امانت رکھنا اور جب اللہ میرا اور اس قوم کا جو فیصلہ کرنا چاہتا ہے، کر دے تو اسے میرے چچا زاد بھائیوں محمد و ابراہیم کے پاس پہنچا دینا کیونکہ وہی میرے بعد اس سلسلے میں میرے قائم مقام ہیں۔“

متوکل نے وہ صحیفہ لے لیا اور جب سیف الاسلام، سے دنا یحییٰ بن زید شہید کر دیے گئے تو مدینہ پہنچ کر عالم اسلام کی پہلی یونیورسٹی کے چانسلر سے دنا امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یحییٰ کا تمام واقعہ بیان کیا۔ حضرت امام جعفر صادق بہت دیر تک روتے رہے اور یحییٰ کے واقعات سن کر انتہائی غمگین ہوئے اور فرمایا،

”خدا رحمت نازل کرے میرے ابن عم پر اور انہیں، ان کے آباء و اجداد کے ساتھ رکھے، وہ صحیفہ کہاں ہے؟“۔  
متوکل نے پیش کیا۔ آپ نے اسے کھولا اور فرمایا،

”خدا کی قسم! یہ میرے چچا زید کی تحریر ہے اور میرے دادا علی ابن الحسین کی دعائیں ہیں“۔ پھر آپ نے اپنے فرزند اسمعیل سے فرمایا کہ جا کر وہ دعائیں لے کر آئیں جن کی حفاظت و نگہداشت کی میں نے ہدایت کی تھی۔ امامزادہ اسمعیل گئے اور ایک صحیفہ لائے جو بالکل ویسا ہی تھا جیسا سے دنا یحییٰ بن زید نے دیا تھا۔

حضرت امام جعفر صادق نے اس صحیفہ کو بوسہ دیا، اپنی آنکھوں سے لگایا اور فرمایا:-

”یہ میرے والد بزرگوار کا خط ہے جسے میرے سامنے میرے دادا علی ابن الحسین زین العابدین نے لکھوایا تھا“۔

متوکل نے عرض کی، ”اے فرزند رسول! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس صحیفہ کا زید و یحییٰ کے صحیفے سے موازنہ کر لوں“۔  
حضرت نے اجازت دی اور فرمایا کہ میں تمہیں اس کا اہل پاتا ہوں۔ دیکھا تو معلوم ہوا کہ دونوں صحیفے ایک ہی ہیں اور ایک حرف بھی دونوں کا ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہے۔ حضرت امام جعفر صادق نے وہ دعائیں متوکل ابن ہارون کو لکھوادیں اور انہیں نشر کرنے اور پھیلانے کا حکم دیا۔ ان دعاؤں کی تعداد پچھتر (۷۵) تھی۔

السلام اے یحییٰ ابن زید، دیں کے پاسباں

السلام اے مصطفیٰ و مرتضیٰ کی کہکشاں

السلام اے فاطمہ زہرا کے دل کے ترجمان

السلام اے زین العابدین کے جبری جواں

السلام اے زید کے لختِ جگر، ریطہ کی جاں

السلام اے آلِ پیغمبر کے میر کارواں

السلام اے دین کی تلوار، نگہبانِ قرآن

السلام اے حق کے نگہدار، اے صاحبقران

السلام اے کشتہء راہِ صداقت السلام

السلام عباس کے پیر طریقت السلام

بلاشبہ یہ سیف الاسلام، سیدنا یحییٰ بن زید شہید کا امت مسلمہ پر احسان عظیم ہے کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کے نورانی تبرکات و ملفوظات کو عام فرمایا اور ان کی خاطر صرف اٹھارہ برس کی عمر میں شہید ہو کر سولی چڑھا دیئے گئے۔

مزار:

یحییٰ ابن زید گنبد کاووس میں مدفون ہیں۔

## ۱۸- حسین بن زید ذوالدمعہ یا ذی العبرہ

آپ حضرت زید کے دوسرے بڑے فرزند تھے آپ کی کنیت ابو عبد اللہ جب کہ ذوالدمعہ یا ذی العبرہ یعنی (صاحب اشک) آنسوؤں والا اور ربیب امام صادق علیہ السلام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے والد کی دردناک شہادت پر اکثر گریہ زاری کرتے تھے اس لئے ان کو (صاحب اشک) یا آنسوؤں والا کہا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ آخری عمر میں ان کی بینائی ختم ہو گئی۔ ان کی عمر ۷۶ سال تھی۔ جو ۱۱۳ یا ۱۱۵ ہجری قمری میں ملک شام میں پیدا ہوئے ان کی والدہ کا نام ام ولد تھا۔ صاحب علم شخصیت رکھتے تھے۔

وہ سات سال کے تھے کہ والد شہید ہو گئے۔ والد کی وفات کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام آپ کی پرورش اور تربیت فرمائی۔ علم و حکمت کا درس دیا اس طرح انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی شخصیت سے بہت زیادہ کسب و فیض حاصل کیا۔ حسین بن زید نے حضرت عبد اللہ بن حسین کے بیٹوں محمد اور ابراہیم کے ہمراہ قیام کیا ایک مدت تک گوشہ نشین رہے اور ۷۶ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ آپ کے بیٹوں میں یحییٰ مشہور ہوئے۔ جو کہ دلیر اور شجاع انسان تھے۔ تہران میں شاہ عبد العظیم کے پہلو میں دفن امام زاہد طاہر بھی آپ کی اولاد میں سے تھے جو اس طرح ہیں۔

ابن یحییٰ النسابة نقب النقباء القائم به كوفه ابن الحسين النسابة النقيب الطاهر ابن ابی عاتقہ احمد محدث ابن ابی علی عمر بن یحییٰ بن الحسين ذوالدمعہ ابن زید الشہید ابن امام زین العابدین علیہ السلام.

طاہر فرزند محمد، محمد فرزند محمد، محمد فرزند حسن، حسن بالقب صالح فرزند حسین، حسین فرزند عیسیٰ، عیسیٰ فرزند یحییٰ، یحییٰ فرزند حسین، حسین فرزند زید، زید فرزند علی بن حسین زین العابدین (علیہ السلام) است.

سید اجل بہاء الشرف نجم الدین ابوالحسن محمد آپ کی اولاد میں سے تھے۔ سید اجل بہاء الشرف نجم الدین ابوالحسن محمد بن الحسن بن احمد بن علی بن محمد بن عمر بن یحییٰ ابن الحسين النسابة بن احمد المحدث ابن عمر بن یحییٰ بن الحسين ذوالدمعہ

## ۱۹- محمد زید

آپ حضرت زید شہید کے چھوٹے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ کا تعلق سندھ سے تھا۔ علم و فضل میں اپنی مثال آپ تھے۔ وہ اپنے وقت کے بہترین مقرر تھے۔ ان کی کنیت ابو جعفر اور ابو عبد اللہ تھی۔ محمد بن زید کے چھ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ آپ کی زوجہ فاطمہ تھی جو علی بن جعفر بن اسحاق بن علی بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب کی بیٹی تھی۔

اولاد:

بیٹے: جعفر، قاسم، حسن، حسین، علی اور محمد  
بیٹیاں: فاطمہ، ام الحسن اور کلثوم۔

آپ کے بیٹے جعفر بڑے عالم اور فقیہ اور ادیب اور شاعر مشہور تھے۔ جو کہ بعد میں نیشاپور میں مقیم ہوئے۔ اور احمد سلکین جن کی اولاد میں سے ہیں۔ نصر الدین ابو جعفر احمد سلکین جو کہ مقرب خدمت حضرت امام رضا علیہ السلام تھے اور وہ (فقہ الرضا) کو اپنے ہاتھ سے مرتب کرتے تھے۔ حمزہ بن محمد معروف بہ علوی قزوینی ان کی اولاد میں سے تھے۔ حمزہ بن محمد بن احمد بن جعفر بن محمد بن زید

### ۲۰۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور معصومین کا خاندان:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ:

والدہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ کا شجرہ نسب اُن کے والد عبد اللہ کے ساتھ قصی بن کلاب سے جا ملتا ہے

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم - بن آمنہ بی بی - بنت وہب - بن عبد مناف - بن زہرہ - بن کلاب - بن مرہ

### حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم - ابن عبد اللہ - بن عبد المطلب - بن ہاشم - بن عبد المناف - بن قصی - کلاب - بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان (سلام اللہ علیہم) - عدنان کا تعلق حضرت اسماعیل (ذبیح اللہ) بن ابراہیم (خلیل اللہ) کی اولاد سے تھا۔ جبکہ حضرت اسماعیل کی مادر گرامی بی بی ہاجرہ کی جد بھی قریش سے جا ملتی ہے۔

### فرزندان عبد المطلب سلام اللہ علیہ -

عبد الکعبہ - حارث - مصعب غیرق - حاجل - حمزہ - ابو طالب - قاسم - عباس - عبد اللہ

عبد اللہ بن عبد المطلب دار النایغ کے باغ جو کہ یثرب میں ہے میں دفن ہیں۔ حضرت آمنہ بی بی والدہ گرامی حضرت پیامبر جب اپنے شوہر (عبد اللہ) کی قبر پر تشریف لائیں وہی وفات پائی۔

از فرزندان ابوطالب - سلام الله عليه - : امام علی مرتضیٰ (علیہم السلام)

فرزندان امام علی مرتضیٰ (علیہ السلام) از حضرت زہرا (سلام الله علیہ) کہ سلام و درود خدا ہو ان پاک ہستیوں پر

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام - امام حسین علیہ السلام - امام سجاد علیہ السلام - امام باقر علیہ السلام - امام صادق علیہ السلام - امام کاظم علیہ السلام - امام رضا علیہ السلام - امام جواد علیہ السلام - امام ہادی علیہ السلام - امام حسن عسکری علیہ السلام - امام مہدی علیہ السلام موعود عجل الله تعالی فرجه الشر

## ۲۱۔ شجرہ مبارک

### شجرہ آدم سے ہاشم تک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ اور حضرت علی علیہ السلام بن ابوطالب کا شجرہ نسب یوں ہے کہ (محمد بن عبد اللہ اور علی ابن ابیطالب) بن عبد المطلب، بن ہاشم، بن عبد مناف، بن قصی، بن کلاب، بن مرہ بن کعب، بن لوی، بن غالب، بن فہر (اس فہر کا لقب قریش تھا اور قریشی قبیلہ اسی سے منسوب ہے، اس کے آگے سلسلہ نسب یوں کہ فہر)، بن مالک بن نضر، بن کنانہ، بن خزیمہ، بن مدرکہ، بن الیاس، بن مضر، بن فزار، بن معد، بن عدنان (جو کہ یقیناً اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں) بن اسماعیل علیہ السلام، بن ابراہیم علیہ السلام۔۔۔ (صحیح سیرۃ النبویہ)

عدنان تک کے نسب نامہ کی صحت پر تمام محدثین، سیرت نگاروں اور علمائے انساب کا اتفاق ہے۔ اور "عدنان" کے اولاد اسماعیل علیہ السلام سے ہونے کے بارے میں بھی کوئی اختلاف نہیں۔ البتہ عدنان سے اوپر نابت بن اسماعیل علیہ السلام کا شجرہ نسب جو کہ محفوظ نہیں رہا یوں بتایا جاتا ہے:

بن اُدبن مقوم بن ناحور بن یرح بن یعرب بن یثجب بن نابت بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام  
اس طرح رسالت و امامت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ ان واسطوں میں مندرجہ ذیل انبیاء آتے ہیں۔

### سلاسل نبوت:

حضرت آدم (ع)

شیت (ع)۔ حضرت انوش یا یونس۔ قینان یا قبتان۔

شیت (ع)۔ اوریس (ع)۔ نوح (ع)۔ ابراہیم (ع)۔ اسماعیل (ع)۔ عدنان (ع)۔۔۔

حضرت آدم (علیہ السلام)۔ شیت (علیہ السلام)۔ انوش قینان۔ مہلائیل۔ یرد (الیارد)۔ حضرت اوریس (علیہ السلام)۔ متو شلح۔  
ملک (بالک)۔ حضرت نوح (علیہ السلام)۔ سام۔ ارفخشذ۔ شالخ (شلخ)۔ عابر (عور)۔ قلع (بلغ)۔ حضرت ارغو (ہود) (علیہ السلام)۔ ساروغ۔ سرور ناحور تاریخ۔ حضرت ابراہیم (علیہ السلام)۔ حضرت اسماعیل (علیہ السلام)۔  
قیدار۔ سلان (مجل)۔ ثابت (راست)۔ ہمیسع (ماحی)۔ عسقی۔ عنتب عبید۔ تقی۔ حسان۔ انقاد۔ عوض۔ برد۔ مناسل۔ ناخود۔  
عوام۔ عوض۔ لمر۔ سمائے۔ ذراح۔ ناجب۔ معطر۔ سلمان۔ السبع۔ ہمیسع۔ ادد آد (اد)۔ حضرت عدنان (علیہ السلام)۔ معد۔  
فزار۔ نضر (مضر)۔ الیاس (علیہ السلام)۔ مدرک (مدرکہ)۔ خزیمہ۔ کنان (کنانہ)۔ نضر۔ مالک۔ فہر (لقب قریش)۔ غالب۔ لوی۔  
کعب۔ مرہ۔ کلاب۔ قصی۔ عبد المناف۔ ہاشم۔



## ہاشم سے زید شہید تک

عبدالمطلب-----ابوطالب / فاطمہ بنت اسد

عبداللہ / ذوجہ بی بی آمنہ-----حضرت علی (ع) / فاطمہ (س)-----حضرت محمد (ص) / بی بی خدیجہ

امام حسن (ع)-----امام حسین (ع)-----حضرت فاطمہ (س)

حضرت امام زین العابدین (ع)

حضرت زید بن علی

یحییٰ بن زید (سیف الاسلام)-----حسین (ذوالدمعہ)-----محمد بن زید (ابوجعفر)-----عیسیٰ (موتم الاشبال)

عیسیٰ

علی-----عمر-----یحییٰ-----جعفر-----زید-----حسین

اسمعیل (خرقان)-----محمد-----عیسیٰ-----احمد-----محمد-----زید

حسین-----حسین-----محمد-----حسن (قزوین)-----عیسیٰ

زید-----حمزہ-----حسن

داؤد  
حمزہ  
علی  
محمد  
حسین  
یوسف  
محمد  
علی  
یوسف  
محمد گیسو دراز

### صوفی گیسو دراز:

فارسی اور عربی کتب کے مصنف جو اپنے درس اردو زبان میں دیتے اور ہندوستان کے مشہور صوفی گیسو دراز یا دراز گیسو یحییٰ بن زید کی اولاد سے تھے۔ وہ پہلا نام ہے جس سے دکنی اردو ادب کی بنیاد رکھی۔ وہ مشہور صوفی نظام الدین اولیاء کے خلیفہ نصیر الدین چراغ دہلوی سب سے اہم شاگرد اور خلیفہ تھے۔ ان کے معتقدین کی تعداد شمالی ہند میں بہت زیادہ تھی۔ وہ تبلیغ کے سلسلہ میں ۱۳۹۹ میں گلبرگہ چلے آئے۔ ہندی، دکنی اور اردو میں آٹھ کتب لکھیں۔ اکثر کتب کھڑی زبان میں لکھیں ہیں جس میں پنجابی اور مرج زبان کی آمیزش ہے۔ اردو کی پہلی نثری کتاب معراج العاشقین کے بھی مصنف ہیں۔ ان کے پوتے عبداللہ حسینی نے جو خود بھی صوفی تھے نے ان کی کتاب نشاۃ العشق کا اردو ترجمہ کیا۔

### امام زاہد طاہر:

جبکہ تہران میں شاہ عبدالعظیم کے پہلو میں دفن امام زاہد طاہر بھی حسین (ذوالدمعہ) کی اولاد میں سے تھے۔ محمد بن زید کے بیٹے جعفر بڑے عالم اور فقیہ اور ادیب اور شاعر مشہور تھے۔ جو کہ بعد میں نیشاپور میں مقیم ہوئے۔ اور احمد سلکین جن کی اولاد میں سے ہیں۔ نصر الدین ابو جعفر احمد سلکین جو کہ مقرب خدمت حضرت امام رضا علیہ السلام تھے اور وہ (فقہ الرضا) کو اپنے ہاتھ سے حضرت سے مرتب کرتے تھے حمزہ بن محمد معروف بہ علوی قزوینی بھی ان کی اولاد میں سے تھے۔



۲۲- شجرہ زیدی سادات لدھیانہ

حضرت زید بن علی

عیسیٰ (موتم الاشبال) سے سید مخدوم جمال الدین عاشق تک ----- عیسیٰ (موتم الاشبال) وفات ۱۶۹ ق دور خلیفہ مہدی عباسی

سید احمد یا محمد بآلکوفہ (وفات ۲۳۷ ھ ق) دور خلیفہ مہدی عباسی

سید علی (شہری تہران)

سید حسین

سید علی عراقی

سید حسن

سید علی

سید زید الحرابی

سید شاہ عمر نر

سید زید ثالث (ظفری)

سید یحییٰ (عیسیٰ)

سید حسین یا حسن جنگسوار

سید داؤد

سید عبداللہ الحسین الملقب سید ابو الفرج واسطی چوتھی صدی ہجری میں دور تغلق دہلی ہندوستان آئے

سید ابو الفراس ----- سید ابو الفضائل عرف فیضی ----- سید داؤد ----- سید نجم الدین

سید فرح الثانی ----- سید ابو الفتح

سید حسین ----- سید علی

سید مسعود ----- سید بہاؤ الدین

سید علی ----- سید احمد عرف سید علی

سید حسن فخر الدین (مظفرنگر) ----- سید محمد

سید مخدوم جمال الدین

سید میزان - سید بای زید - سید سلطان - حیات علی حیاتی - دیوان سید حسین - شہاب الدین - کمال الدین - جلال الدین -  
عبد الحق - محمد زمان - ابنہاشم علی - قاسم علی - ہاہر علی - ظفر علی - اشرف علی - باسط علی - جیون علی - خورشید حسن - غلام  
امیر - ابن انعام حیدر - سید سبط حیدر زیدی

سید مخدوم جمال الدین زیدی (اولیاء مراد آباد)

سید اسماعیل ----- سید غلام حیدر ----- سید میرن ----- ودودن النساء

سید شادان ----- سید شیخ

سید محمد طاہر ----- سید عطا اللہ (اولیاء ملو پوری)

سید افضل کلاں ----- سید بڈھن

سید شاہان ----- سید چاند

سید جلال ----- سید جمن

سید شاہان ----- سید عطا اللہ ثانی - سید احمد (سید عمر)

سید شرف الدین ----- سید علی ثالث

سید خان محمد ----- سید تاج الدین

سید لطف علی-----سید غلام محی الدین

سید سیدن-----سید گھاسی

سید ینگا شوری-----سید غلام محی الدین ثانی

سید حسین علی-----سید مقصود علی

سید بڈا (بڈھا)-----سید نوازش علی عرف میاں بھکو

سید علی احمد-----سید قدرت علی

سید محمد مراد

سید محمد مراد سے سید علی رض

سید باقر علی

سید نور علی

سید احسان علی

سید علی احمد

سید بہان علی

سید سکھوا

سید باگھ علی - سید کرم حسین - سید تھوا ----- سید عنایت علی - سید پرورش علی - سید غلام علی

تصدق حسین ----- تفضل حسین ----- علی مردان - نوازش علی ----- سید ادا علی - سید نیاز علی

سید فدا حسین ----- سید علی رضا ----- سید نظیر علی - سید ولایت علی - نا معلوم

سید امیر حسن ۱۸۶۰ء ----- سید مہدی حسن ----- سید ابوالحسن

مختار علی، وزیر حسن، محمد حسن، اکبر حسین ----- سید آغا حسین ----- سید رضا علی

سید علی رضا سے تصدق حسین

سید علی رضا

سید امیر حسن ۱۸۶۰ء / صغری بی بی وفات ۱۹۱۰ء

وزیر حسن وفات ۱۹۲۰ء بیگم شجاعت بی بی / صغری بی بی

سخاوت حسین / کبری بی بی - وزیر بی بی ----- تصدق حسین / رضیہ بی بی ----- ریاض حسین / اختری بی بی ----- محمدی بیگم  
ذوجہ عادل حسین ----- معصومہ بیگم زوجہ شریف حسین



## حوالہ جات:

- ۱: ابو الاحسان ہاشمی، مؤلف بزم مشاہیر، یکم اگست ۱۹۶۸۔
- ۲: غلام حسن محرمی، تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغریٰ تک، ترجمہ سید نسیم رضا آصف
- ۳: سید اشتیاق علی زیدی، ترتیب و تالیف جدید، تذکرہ و شجرہ زیدی سادات سامانہ
- ۳: حسین کریمان، سیرہ و قیام زید بن علی، شرکت انتشارات علمی و فرهنگی، چاپ یکم، تہران-۱۳۸۲
- ۵: سید ابوفاضل رضوی اردکانی، «شخصیت و قیام زید بن علی»، دفتر تبلیغات اسلامی، چاپ دوم، ۱۳۷۵
- ۶: سید عبدالرزاق کمونہ حسینی، «آرامگہ ہای خاندان پاک پیامبر و بزرگان صحابہ و تابعین»، انتشارات آستان قدس رضوی، چاپ دوم، ۱۳۷۵
- ۷: دکتر محمد جعفری ہرندی، «فقہا و حکومت»، انتشارات رنژنہ، چاپ اول، ۱۳۷۹
- ۸: حضرت آیت اللہ العظمیٰ منتظری، «مبانی فقہی حکومت اسلامی»، ترجمہ محمود صلواتی، موسسہ کیمان، چاپ اول، ۱۳۷۶
- ۹: دکتر محمد جواد مشکور، «فرہنگ فرق اسلامی»، انتشارات آستان قدس رضوی، چاپ چہارم، ۱۳۸۶
- ۱۰: زینب متقی زادہ، «جغرافیای سیاسی شیعیان منطقہ خلیج فارس»، موسسہ شیعہ شناسی، چاپ اول، ۱۳۸۴
- ۱۱: دکتر محمد جعفری ہرندی، «کتاب فقہ و فقہاء»، دانشگاه آزاد اسلامی واحد بابل، چاپ دوم، ۱۳۷۴
- ۱۲: محمد ابو زہرہ، الامام زید، دارالثقافہ العربیہ للطباعہ، ۱۳۷۸ قمری۔
- ۱۳: عبدالرزاق الموسوی المرقم، زید الشہید، نجف، ۱۳۵۵ قمری۔
- ۱۳: ابو الفرج الصہبانی، مقاتل الطالبین و اخبارہم، ترجمہ سید ہاشم رسولی محلاتی،
- ۱۵: سید ابوفاضل رضوی اردکانی، شخصیت و قیام زید بن علی، دفتر تبلیغات اسلامی ۱۳۷۵
- ۱۶: زید شہید- ص ۸
- ۱۷: لباب الانساب- ص ۹۱
- ۱۸: سیرہ و قیام زید بن علی- ص ۱۰
- ۱۹: اعیان الشیعہ، ج ۷ ص ۱۰۷ چاپ جدید
- ۲۰: مقاتل- ص ۵۱
- ۲۱: دلائل الربانیہ، غارات، ج ۲، ص ۸۶۰
- ۲۲: زید شہید- ص ۸

- ٢٣: سيره و قيام زيد بن علي - ص ١١
- ٢٣: نور الابصار، شبلينجي ص ١٧٨
- ٢٥: تاريخ طبري ج ٨ ص ٢٧٥ / تاريخ ابن عساکر ج ٦ ص ٢٠ / شرح ابن ابی الحديد ج ١ ص ٣١٥
- ٢٦: سيد بن طاووس - ربيع الشيعه
- ٢٤: علامه اميني - الغدير
- ٢٩: تهذيب ابن عساکر ج ٦ ص ١٨
- ٣٠: الحدائق الوريه في مناقب الائمه الزيديه، ج ١ ص ١٤٣ / روض النضير، ج ١ ص ٥٢
- ٣١: ثوره زيد بن علي، ناجي حسن ص ٢٥
- ٣٢: ارشاد ص ١٤٨.
- ٣٣: ارشاد ص ١٤٨ / تاريخ طبري ج ٨ ص ٢٧٢
- ٣٣: مسند الامام زيد، ص ١٠ چاپ بيروت
- ٣٥: الغدير، ج ٢ ص ٢٢١
- ٣٦: سفينه البحار ج ١ كلمه زيد / الغدير ج ٣ ص ٧١ به نقل از عيون اخبار الرضا
- ٣٤: رجال كشي، ص ١٨٤ / الغدير ج ٣ ص ٧٠
- ٣٨: مقاتل الطالبين ص ١٢٩
- ٣٩: مقاتل الطالبين ص ١٢٩
- ٣٠: جامع الرواه ج ١ ص ٣٤٣
- ٣١: مامقاني حرف (ز) ج ١ ص ٤٦٧
- ٣٢: زيد الشهيد ص ١٤
- ٣٣: زيد الشهيد ص ١٤
- ٣٣: الخط المقرزي، ج ٤ ص ٣٠٧ / وقايع الايام تاليف خياباني ص ٧١ / زيد الشهيد ص ١٤
- ٣٥: مقتل الحسين ج ٢، ص ١١٠
- ٣٦: لؤلؤ الانوار تاليف شعراني، ج ١ ص ٣٢
- ٣٤: طبقات ابن سعد ج ٥ ص ٢٤٠ / تهذيب ابن عساکر، ج ٦ ص ١٩ / تاريخ الاسلام ذهبي، ج ٥، ص ٧٤

۳۸: زید شہید - مرحوم مقرر

۳۹: المواعظ و الاعتبار بذكر الخطط و الاثار، تالیف مقریزی، ج ۲، ص ۴۳۶

۵۰: الکشاف عن حقائق التنزیل ج ۱ ص ۴۳ تالیف زمخشری

۵۱: تہذیب ابن عساکر ج ۶ ص ۱۸

۵۲: البتہاین صحیفہ ای کہ در دست است المای امام صادق است بہ متوکل بن ہارون کہہامام آن را از پدرش و او از پدرش گرفتہ است و خوانندگان عزیز توجہ داشتید کہ متوکل گفت موقعی من صحیفہامام صادق را با صحیفہ زید مقایسہ کردم حتی یک حرف با ہم فرقی نداشتند

۵۳: این کتاب بصورت خطی بہ خط نسخ در کتابخانہ بریتانیا تحت شمارہ ۲۰۳ زید یہ حفظ شدہ است، کہ آن را در سال ۱۰۱۹ قمری بدون کردہ اند. ناجی حسن، کلیشہ صفحہ اول و آخر کتاب را در آخری کی از کتابہایش چاپ کردہ است

۵۴: الروض النضیر ج ۱ ص ۵۸

۵۵: مدرک بالا

۵۶: زید الشہید تالیف مرحوم مقرر ص ۱۳-۱۷

۵۷: تہذیب ابن عساکر ج ۶ ص ۱۵.

۵۸: تہذیب ابن عساکر ج ۶ ص ۱۵.

۵۹: روض النضیر ج ۱ ص ۶۶

۶۰: جامع الرواہ ج ۲ ص ۳۴۰

۶۱: جامع الرواہ ج ۱ ص ۵۳۰

۶۲: جامع الرواہ اردبیلی ج ۱ ص ۵۰۶

۶۳: الحدائق الوردیہ، ج ۱ ص ۱۴۹

۶۴: ابن رشیق قیروانی، صاحب کتاب زہر الادب، مطلب فوق را در ج ۱ ص ۷۸، نقل کردہ است

۶۵: ارشاد مفید ص ۲۵۱.

۶۶: جامع الرواہ ج ۱ ص ۳۴۳ چاپ جدید

۶۷: جال طوسی ص ۸۹ باب اصحاب علی بن الحسین

۶۸: مقاتل الطالبین ص ۱۲۷ / بحار الانوار ج ۴۶ ص ۳۰۹

- ۶۹: تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۳۱۶ چاپ بیروت
- ۷۰: اغانی ج ۶ ص ۱۰۰ / عقد الفرید ج ۶ ص ۴۵۰ / ثوره زید ص ۷۸
- ۷۱: تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۳۲۸.
- ۷۲: ریاض السالکین در شرح صحیفه سجادیه سید علی خان شیرازی اوائل کتاب
- ۷۳: قواعد شهید باب امر به معروف و نهی از منکر
- ۷۳: تنقیح المقال امامقانی، ج ۱ ص ۴۶۹ حرف (زی)
- ۷۵: شرح استبصار
- ۷۶: معجم رجال الحدیث ج ۷ ص ۳۵۸ چاپ نجف
- ۷۷: تاریخ طبری ج ۵ ص ۴۹۱
- ۷۸: تاریخ ابن اثیر ج ۵ ص ۹۲
- ۷۹: مقاتل الطالبیین ص ۱۳۵
- ۸۰: تاریخ طبری ج ۵ ص ۴۹۱ چاپ قاهره
- ۸۱: مقاتل الطالبیین - ص ۱۳۵
- ۸۲: مقاتل الطالبیین ص ۱۴۵
- ۸۳: مقاتل الطالبیین - ص ۱۴۷
- ۸۳: الحدائق الوردیه ج ۱ ص ۱۵۲
- ۸۵: امع الرواه اردبیلی ج ۱
- ۸۶: المراجعات سید شرف الدین ص ۹۱
- ۸۷: المراجعات ص ۱۲۳
- ۸۸: جامع الرواه ج ۲ ص ۲۲۸
- ۸۹: مقاتل الطالبیین ص ۱۴۵
- ۹۰: مقاتل الطالبیین ص ۱۴۸
- ۹۱: مقاتل الطالبیین ص ۱۴۸.
- ۹۲: مقاتل الطالبیین ص ۱۴۶.

- ٩٣: جامع الرواه اردبیلی ج ٢ ص ١
- ٩٣: طبقات ابن سعد، ج ٧ ص ٣١٩.
- ٩٥: تهذيب التهذيب
- ٩٦: تهذيب التهذيب ج ١١ ص ١٦
- ٩٤: مقاتل الطالبيين ص ١٤٦
- ٩٨: مقاتل الطالبيين ص ١٤٧.
- ٩٩: سيره وقيام زيد بن علي - ص ٧٨
- ١٠٠: تاريخ طبري ج ٥ ص ٤٩٥ / كامل ابن اثير ج ٥ ص ٩٦.
- ١٠١: تاريخ طبري ج ٥ ص ٢٩٥ / مقاتل الطالبيين ص ١٤٤.
- ١٠٢: مقاتل الطالبيين، ص ٥٥
- ١٠٣: تاريخ طبري ج ٥ ص ٤٨٥ / تاريخ ابن اثير ج ٥ ص ٩٦.
- ١٠٣: مقاتل الطالبيين ص ١٣٧.
- ١٠٥: انساب الاشراف ج ٣ ص ٢٠٢
- ١٠٦: مقاتل الطالبيين ص ١٣٧.
- ١٠٤: مقاتل الطالبيين ص ٤٠
- ١٠٨: انساب الاشراف ج ٣ ص ٢٠٢.
- ١٠٩: انساب الاشراف ج ٣ ص ٢٠٣ / مقاتل الطالبيين ص ١٤١-١٤٢ / شرح نهج البلاغه ابن ابى الحديد ج ٣ ص ٢٨٧ چاپ جديد.
- ١١٠: مجالس المومنين، ص ٣٤٩ / نامه دانشوران، ج ٥، ص ١٠٥ / سفينة البحار، ج ١، ص ٥٧٨ / اعيان الشيعة، ج ١، ص ٢٥
- ١١١: وقايع الايام ص ١٠٥
- ١١٢: مقاتل الطالبيين)) ص ١٤١.
- ١١٣: انساب الاشراف ج ٣ ص ٢٠٣.
- ١١٣: مقاتل الطالبيين ص ١٤١.
- ١١٥: طبقات ابن سعد ج ٥ ص ٢٤٠ / مقاتل الطالبيين ص ١٣٠

١١٦: تاريخ طبري ج ٨ ص ٢٧٦

١١٤: مقاتل الطالبين ص ١٤٢ - / انساب الاشراف ج ٣ ص ٢٠٣

١١٨: طبري ج ٨ ص ٢٧٦

١١٩: تاريخ طبري ج ٨ ص ٢٧٦ / مقاتل الطالبين ص ١٤٢ و ١٤٣

١٢٠: الغدير ج ٣ ص ٧٥

١٢١: مناقب ج ٣ ص ٣٦٠ / بحار الانوار ج ٤٦ ص ١٩٢

١٢٢: سورة مائدة آية ٣٣

١٢٣: مقاتل الطالبين ص ١٤٤

١٢٣: زيد الشهيد ص ١٦٣

١٢٥: زيد الشهيد ص ١٦٣

١٢٦: زيد الشهيد ص ١٦٣.

١٢٤: قاموس الرجال، ج ٢ ص ٢٧٤.

١٢٨: زيد الشهيد ص ١٦٠.

١٢٩: زيد الشهيد ص ١٦٠

١٣٠: مقاتل الطالبين، ص ٥٨ / فوات الوفيات، ج ١ ص ٢١١ / عمده الطالب، ص ٢٤٨ / نامه دانشوران، ج ٥، ص ١٠٧ و...

١٣١: مقاتل الطالبين، ص ٥٢

١٣٢: تاريخ يعقوبي ج ٢ ص ٢٣٦

١٣٣: تاريخ طبري ج ٨ ص ٢٧٦ / مقاتل الطالبين ص ١٤٢

١٣٣: تحفه الاخبار ص ١١٤

١٣٥: تاريخ طبري ج ٨ ص ٢٧٧

١٣٦: شرح نهج البلاغه ج ٢ ص ٢١٢.

١٣٤: عمده الطالب ص ٢٥٨.

١٣٨: النجوم الزاهرة في اخبار مصر والقاهرة ابن تغري بردي، ج ١ ص ٢٨١.

١٣٩: الولاة وكتاب القضاء كندی ص ١٤٧.

- ۱۳۰: زید الشہید مرحوم مقرر ص ۱۶۲
- ۱۳۱: زید الشہید مرحوم مقرر ص ۱۵۵
- ۱۳۲: مراقد المعارف ج ۱ ص ۳۲۰
- ۱۳۳: ارشاد ص ۲۵۲
- ۱۳۳: مرآة العقول ج ۱ ص ۲۶۱
- ۱۳۵: تنقیح المقال ج ۱ ص ۴۶۹
- ۱۳۶: خراز قمی در کفایہ الاثر
- ۱۳۷: مجالس المؤمنین ج ۲ ص ۲۵۵
- ۱۳۸: بحار الانوار ج ۴۶
- ۱۳۹: اخباری کہ در الفاظ مختلف، و در معنا شریک باشند
- ۱۵۰: نگاہ کنید بہ کتاب زید بن علی نوشتہ حسین کریمان - باب دوم بہ بعد
- ۱۵۱: قواعد الشہید باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر)) ج ۲ ص ۲۰۷ چاپ جدید
- ۱۵۲: رسالہ اثبات وجود الامام المنتظر
- ۱۵۳: وسائل الشیعہ، جلد آخر، باب زاء ص ۲۰۲
- ۱۵۳: اصول کافی ج ۲ ص ۱۷۰ حدیث ۱۶
- ۱۵۵: نکت البیان مرحوم سید علیخان
- ۱۵۶: معجم الرجال الحدیث ج ۷ ص ۳۵۸ چاپ نجف
- ۱۵۷: منہاج السنہ ج ۲ ص ۱۲۶
- ۱۵۸: الغدیر، ج ۳ ص ۶۹

## فہرست

۵	انتساب :.....
۶	۱- مقدمہ.....
۸	۲- تاریخ سادات.....
۹	۳- برصغیر کے زیدی سادات.....
۹	زیدی سادات بارہہ :.....
۹	زیدی سادات ساڈھورہ :.....
۱۰	زیدی سادات سامانہ.....
۱۱	زیدی سادات لدھیانہ :.....
۱۱	لدھیانہ.....
۱۳	۳- حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خاندان.....
۱۵	مرج البحرین :.....
۱۵	دُرِ یتیم :.....
۱۵	حضرت آمنہ کا مرثیہ :.....
۱۷	نور رسالت اور آغوش ابوطالب :.....
۱۹	(۱) اولاد :.....
۱۹	بیٹے :.....
۱۹	بیٹیاں :.....
۲۰	۵- شجرہ رسالت اور ولایت.....
۲۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں انبیاء کرام.....



- ۲۰ ..... حضرت آدم (علیہ السلام) سے ہاشم تک
- ۲۱ ..... شجرہ نامہ انبیاء
- ۲۹ ..... ۶- سادات کی ہندوستان آمد سے پاکستان ہجرت تک
- ۳۱ ..... ۷- حضرت زید شہید کے اجداد کی مختصر تاریخ
- ۳۱ ..... حضرت زید شہید بن سجاد علیہ السلام کے والدین
- ۳۲ ..... سید الساجدین حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
- ۳۳ ..... نام و نسب
- ۳۵ ..... ولادت
- ۳۵ ..... تربیت
- ۳۵ ..... شادی
- ۳۵ ..... صحیفہ کاملہ سجادیہ
- ۳۷ ..... حضرت زید بن علی کی والدہ
- ۳۸ ..... ۸- حضرت زید بن علی کی شخصیت اور احوال
- ۳۹ ..... ولادت با سعادت
- ۳۰ ..... حضرت زید بن علی کے القابات
- ۳۰ ..... حضرت زید بن علی شہید (رح) کی زوجہ محترمہ
- ۳۰ ..... حضرت ریطہ بنت محمد حنفیہ
- ۳۱ ..... شہادت
- ۳۱ ..... مقبرہ
- ۳۳ ..... ۹- حضرت زید بن علی کا مقام و منزلت اور کرامات

۳۳	..... زید بن علی کی کرامات
۳۳	..... ۱۰- حضرت زید بن علی کی تصانیف اور خطبات
۳۵	..... حضرت زید کی عظمت علماء کی کتب میں:
۳۸	..... ۱۱- حضرت زید بن علی کا دور اور قیام
۵۰	..... قیام کے مقاصد
۵۱	..... ۱۲- حضرت زید شہید سے وابستہ شخصیات اور شاگرد
۵۲	..... حضرت زید شہید کے شاگرد
۵۳	..... خاندان بنو ہاشم کی شاگرد شخصیات
۵۳	..... ۱۳- زید بن علی اور مسئلہ امامت
۵۵	..... ۱۳- حسینیت کی عالمی تحریکیں
۵۵	..... ۱۵- یمن کے زیدیہ اور تحریک یمن
۵۸	..... حضرت زید بن علی کی اولاد
۵۹	..... ۱۶- عیسیٰ (موتم الاشبال) بن زید
۵۹	..... خدمات؛
۵۹	..... کنیت: (ابو یحییٰ)
۶۱	..... اولاد:
۶۲	..... وفات؛
۶۳	..... شجرہ مبارکہ خاندان نور بخش
۶۳	..... ۱۷- یحییٰ بن زید شہید
۶۳	..... اولاد:

۶۳	لقب.....
۶۳	شہادت.....
۶۵	خدمات.....
۶۵	امت پر احسانِ عظیم:.....
۶۸	مزار:.....
۶۹	۱۸- حسین بن زید ذوالدّمعہ یا ذی العبرہ.....
۶۹	۱۹- محمد زید.....
۶۹	اولاد:.....
۷۰	۲۰- محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور معصومین کا خاندان:.....
۷۰	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی:.....
۷۰	فرزندان عبدالمطلب سلام اللہ علیہ-.....
۷۲	۲۱- شجرہ مبارک.....
۷۲	شجرہ آدم سے ہاشم تک.....
۷۲	سلاسل نبوت:.....
۷۳	ہاشم سے زید شہید تک.....
۷۳	صوفی گیسو دراز:.....
۷۳	امام زادہ طاہر:.....
۷۶	۲۲- شجرہ زیدی سادات لدھیانہ.....
۷۶	حضرت زید بن علی.....
۷۸	سید مخدوم جمال الدین زیدی (اولیاء مراد آباد).....

- ۷۹ ..... سید محمد مراد سے سید علی رض
- ۸۰ ..... سید علی رضا سے تصدق حسین
- ۸۱ ..... حوالہ جات: